

ایس قریشی  
کی  
عمران سیریز



# ایکسٹو کا ہنگامہ



ایس قسری  
عمران کو

۵۲

ایک سو کاہن کا کلمہ

مصنف  
ایس قسری

خط و کتابت و ترسیل در کاپتہ

ایوب اکیڈمی  
یباقت آباد کراچی ۱۹

بمحلہ حقوق دائمی نام مصنف محفوظ ہیں، اس ناول کے تمام نام مقام کردار واقعات  
اور تشبیہ دی جانے والی چیزیں فرضی ہیں کسی سے مطابقت محض اتفاق ہوگی جس  
کیلئے مصنف، پرنٹر پبلشر، ناشر یا ادارہ ذمے دار نہیں۔

اس ناول کو نقل کر کے چھاپنے فلمانے یا اسٹیج ڈرامے کیلئے استعمال کرنے کیلئے  
مصنف کی تحریری اجازت لینی ضروری ہے ورنہ قانونی چارہ جوئی کی جائے گی  
استحقاق کا حق صرف کراچی کی عدالتوں کو حاصل ہوگا۔

نغیس اکیڈمی پریس کراچی میں آفٹ پرنٹ پر چھپ کر شائع ہوئے

قیمت:- چھ روپے

ایوب اکیڈمی لیاقت آباد کراچی ۱۹

## اپنی باتیں۔

ایکسٹو کا ہنگامہ اپنے اندر ایک نئی دنیا لیتے ہوئے ہے غیر مذہب اور تہذیب و تمدن سے دور افریقہ کے خوفناک جنگلوں میں رہنے والوں سے ایکسٹو کی ٹیم کا معرکہ۔ آج کی دنیا سائنس اور ٹیکنالوجی کی دنیا ہے۔

نئے نئے ہتھیاروں کا زمانہ ہے آئے دن نئی چیزوں کا انکشاف ہوتا رہتا ہے سپر طاقتیں خوفناک سے خوفناک حربے تیار کر رہی ہیں اور ان کے لئے تجربے کئے جا رہے ہیں ایک دوسرے کی جاسوسی کی جا رہی ہے۔ یہ دوڑ کتنی دیوانہ وار ہے اس کا اندازہ کہانی پڑھ کر ہو سکے گا۔

ایک حربے ہی کو حاصل کر نیچے لئے وہ کس طرح ایک دوسرے کو قربان کر دیتے ہیں وہ جو دنیا بھر کی ذمہ داری لئے ہوئے ہیں جو چوہدری ہیں اور جن سے باز پرس کرتے والا کوئی نہیں ہے۔

پڑھتے اور راتے سے مطلع فرماتے۔ ایجنٹ صاحبان سے پھر گزارش ہے کہ اپنے آرڈر ہرنیا پر چہ ملنے کے دس دن کے اندر بھیج دیا کریں بیشک جس شہر میں کوئی سول ایجنٹ نہیں ہے وہاں کی ایجنسی کے لئے آپ لکھ سکتے ہیں۔

والسلام  
ریسورٹ قراشیو

# ایسے قریبی کے اب یہ ناول مل سکتے ہیں

عمران سیریز		ایکٹ سیون	
۹-۰۰	گورنمنٹ	۶-۰۰	خطرناک آدمی
۹-۰۰	بوزنٹا	۶-۰۰	دھوپ کے شکار
۹-۰۰	بوسن	۶-۰۰	سیارہ کی تباہی
۹-۰۰	سنگ بند کی واپس	۵-۵۰	پہاڑی کا لقمہ
۶-۰۰	ایکٹو کا ہنگامہ	۵-۵۰	موت کا جزیرہ
۶-۰۰	موت کا سایہ	۵-۵۰	پیا سارا سیارہ
۶-۰۰	نیلا شعلہ	۵-۵۰	لاہوتی آواز
۶-۰۰	شعلے کا شکار	۵-۵۰	آسیبی جگر
۶-۰۰	پلا آدمی	۵-۵۰	بلیک ڈینیٹ
۶-۰۰	قاتل مصور	۵-۵۰	ایجاد کی چوری
۶-۰۰	دولت کے بھاری	۵-۵۰	آٹک باا
۶-۰۰	حادیوں کا شکار	۵-۵۰	پراسرار سنگ
۶-۰۰	سرخ دھبے	۵-۵۰	مذہب و تفتہ
۶-۰۰	گمشدہ چہرہ	۵-۵۰	بلیک سرکل
۶-۰۰	نہری انگلیاں	۹-۵۰	روڈ ٹو ٹیچ
۶-۰۰	خطرناک حواری	۹-۵۰	نیلا نشان
۶-۰۰	بھیانک سنایہ	۴-۵۰	بلیک وومن
۶-۰۰	مرگڑ محل	۲-۰۰	بلیک نائٹ
۶-۰۰	پہلا اشارہ	۴-۵۰	میں گرنے
۶-۰۰	آواز کی چوری	۴-۵۰	مرگڑ بزنس
۶-۰۰	اونچا شکار	۴-۵۰	گرین اسپاٹ
۶-۰۰	انجنا دشمن	۴-۵۰	ٹینیجروٹن
۶-۰۰	بٹھیسریے	۴-۵۰	بلیک سیریز (کٹین شادیہ)
۶-۰۰	موت کی چوری	۴-۵۰	پنڈ و لاشین
			کارٹون
			آپریشن سپاہی
			خطرناک موٹر
			موت کا تجربہ
			ہل آف ڈیو
			نات گریل اول
			دوئم
			ہنگاموں کا موجد اول
			بلورینٹ
			سیاہ بچھو
			بے چین دشمن
			اصلی چہرہ
			برفانی جہنم
			سرو جنگ
			درندے کی واپس
			بلیک ہاوس
			بلیک پاور
			مرگڑ ایکٹ
			برمود کی مود
			بلائیٹ سپاٹ
			خطرناک ہیم
			ڈیٹھ آف ٹیول
			سنگرٹ سرورس (کٹین پرمود)
			ایکٹ سیون

محدود تعداد میں موجود ہیں آج ہی طلب کیجئے۔ کراچی میں  
کراچی بک ڈپو ۴۸۔ اردو بازار کراچی سے طلب کیجئے



# ایس قسری

کے سامنے کے صفحہ پر دیتے گئے سارے ناول اب  
کراچی بک ڈپو ۲۸۔ اردو بازار پر مل سکتے ہیں

دفعۂ اوہ چونک پڑے۔

”یہ کیسی آواز تھی۔؟ کسی عورت نے پوچھا تھا۔

”ہوشیار ہو جاؤ۔“ کوئی مرد بولا۔ اور وہ بڑی تیزی سے اٹھ کھڑے ہوئے ان کے پاس ہلکی  
مشین گنیں تھیں اور ہر ایک کی کمر سے سفری تھیلے ٹسکے ہوئے تھے یہ چار عورتیں اور پانچ مرد تھے وہ  
سب صاف رنگت اور خاصی جسامت رکھتے تھے۔

”کیا بات ہے۔؟ کسی اور نے پوچھا تھا۔

”فاتروں کی آوازیں آتی تھیں۔“ ایک نے کہا۔

”کان بچ رہے ہوں گے۔“ دوسرے نے جواب دیا۔

”نہیں میں سمجھ رہا ہوں ذرا غور کرو تو تم بھی سن سکتے ہو۔“

”ہاں آوازیں تو سنائی دے رہی ہیں۔“ اعتراض کرنے والے نے بغور سننے کے بعد

کہا مگر کافی دور کی معلوم ہوتی ہیں۔

وہ احمق والی پارٹی ہم سے نصف میل کے فاصلے پر ہے۔

کیا مطلب؟ دوسرے نے چونک کر کہا۔ کیا تم یہ کہنا چاہتے ہو کہ اس احمق ایشیائی

والی پارٹی کا کسی سے ٹکراؤ ہو گیا ہے۔

ہاں یہ آوازیں یہی بتا رہی ہیں۔

لیکن اس طرف کوئی دوسری پارٹی نہیں ہے۔

ہو سکتا ہے رات بھر میں کوئی اور صحیح راستے پر لگ گیا ہو۔

شاید۔ باس کو جب گادو ہو سکتا ہے وہ لوگ ادھر نکل آئیں۔

اوہ ہاں۔ کسی نے کہا اور تپوں کے بستر پر لیٹے ہوئے آدمی کا شانہ پکڑ کر ہلانے

لگا۔ سوئے والا جاگ گیا پھر وہ اٹھتے ہوئے بولا۔

کیا بات ہے ٹونی؟

باس اس احمق والی پارٹی کا کسی سے ٹکراؤ ہو گیا ہے۔ ٹونی نے کہا تھا۔

اوہ ہو۔ باس اچھل کر کھڑا ہوتے ہوئے بولا۔ کون خبر لایا ہے؟

فاstrنگ کی آواز آ رہی ہے باس۔ ٹونی نے کہا۔

ہاں آواز آ رہی ہے۔ اس نے ہم تن گوش ہو کر فاسترنگ کی آواز سنتے ہوئے کہا۔

مگر یہ آوازیں دور کی ہیں۔

یس باس۔ نصف میل کا فاصلہ ہے۔

تم لوگ ہوشیار رہو۔ اس نے کہا۔ ممکن ہے وہ لوگ ادھر نکل آئیں۔

کون باس؟ ٹونی نے پوچھا۔ وہ احمق والی پارٹی۔

”نہیں وہ جن سے ان کا ٹکراؤ ہوا ہے۔“ یاس نے کہا۔ میرا مطلب آدم خوردوں سے ہے اس طرف ان کی تین چار بستیاں ہیں۔“

”کیا ان پر آدم خوردوں نے حملہ کیا ہے یاس۔“

”صرف اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔“ یاس نے کہا۔ کیونکہ ابھی تک کوئی اور پارٹی اس رخ پر آگے نہیں بڑھی ہے سوائے اس احمق کے۔“

”یاس ہم نے پیراڈون کو بھی تو دوپہر کو دکھایا تھا۔؟ ٹوٹی نے کہا۔

”وہ ہم سے بہت پیچھے ہے۔“ یاس نے کہا۔ اور صبح راہ پر جانے کے لئے پیراڈون کو ہمارا تعاقب کرنا پڑے گا۔“

”یاس۔“ ٹوٹی نے کہا۔ ایک بات میری سمجھ میں نہیں آتی۔“

”وہ کیا۔؟“

”ہماری طرف سے دو پارٹیاں کیوں آتی ہیں۔؟ ٹوٹی نے کہا۔ ایک پارٹی اس چیز کو حاصل نہیں کر سکتی تھی۔؟“

”اندیشہ تھا کہ دوسرے ممالک کے جاسوس بھی سرگرم ہو جائیں گے۔“ یاس نے کہا۔ اسی لئے ان کو الجھانے کی غرض سے ہماری جانب سے دو پارٹیاں روانہ کی گئی ہیں۔“

”گویا ہماری جو ماہر فضیات پارٹی ہے وہ صرف دکھاوا ہے۔؟“

”ہاں اس کا کام صرف دوسروں پر نظر رکھنا اور ان کو آگے بڑھنے سے روکنا ہے۔“ یاس نے کہا۔ اور وہ آسانی سے یہ کام کر سکتے ہیں۔“

”آدم خوردوں کا خطرہ تو ان کو بھی ہو سکتا ہے یاس۔“

”ہر ایک کو ہو سکتا ہے۔“ یاس نے کہا۔ اسی لئے ہمارے ساتھ عورتیں ہیں۔؟“



کیا مطلب باس۔؟

یہ عورتیں اس مہم میں کیوں لائی گئی ہیں۔؟ باس نے پوچھا۔ کیا ان کے بغیر ہم یہ کام

نہیں کر سکتے تھے۔؟

کر سکتے تھے باس۔، ٹوٹی لے کہا۔ پھر یہ کیوں ساتھ آئی ہیں۔؟

صرف رشوت کے لئے۔،

کیا مطلب باس۔، ٹوٹی نے پوچھا۔

ہم نے روانگی کے وقت کہا تھا نا کہ یہ چار غیر تربیت یافتہ عورتیں ہمارے کس کام آئیں

گی۔؟ باس نے کہا۔

یس باس۔، ٹوٹی نے سر ہلا دیا۔

مان کا اب تک کا مصرف تو تم نے دیکھ ہی لیا ہے۔، باس نے کہا۔ یہ ہم پانچوں کا دل بہلاتی

رہی ہیں۔،

مجھے اس پر حیرت تھی باس۔،

لیکن اب ان کا اصل مصرف سنو۔، باس نے کہا۔ یہ عورتیں یہاں کے آدم خوروں کو ہم رشوت

کے طور پر پیش کریں گے تاکہ وہ ہمارے آگے جانیکے لئے راستہ صاف کر دیں۔،

میں سمجھا نہیں باس۔، ٹوٹی نے حیرت سے کہا۔

یہاں کے قبائلی سردار گوری چٹری والی عورت کو بیوی بنانا بڑا فخر سمجھتے ہیں مگر اس صورت

میں جبکہ اس عورت کو اس کے کسی عزیز نے سردار کو پیش کیا ہو۔،

یہ کام تو وہ اغوا کر کے بھی انجام دے سکتے ہیں باس۔،

نہیں اس طرح ان کے عقیدے کے مطابق اولاد نہیں ہوتی۔،

”اس کا مطلب یہ ہوا کہ اگر کوئی ان کو عودت پیش نہ کرے تو یا سے ہاتھ بھی نہیں لگائیں گے۔“  
 یہ تم سے کس نے کہہ دیا۔ باس نے کہا۔ عودت پیش نہ کرنے کی صورت میں یہ اسے دوسرے  
 کے ساتھ ہی کھا جائیں گے۔“

”اس تصویر ہی سے رذنگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں باس کہ انسان انسان کو کھا جاتا ہے۔ ٹونی  
 نے پکپکا کر کہا۔“

”ہمیں ہوشیار رہنا ہے۔“ باس نے کہا۔ اگر ان کا ٹکراؤ واقعی آدم خوردہ سے ہوا ہے تو وہ  
 اس طرف بھی آسکتے ہیں۔“

”ہم پوری طرح ہوشیار ہیں باس۔“ ٹونی نے کہا۔  
 ”مسٹر مانگ یہ فاترنگ کون کر رہا ہے۔“ چار میں سے ایک عودت نے پوچھا۔  
 ”وہ شکاری پارٹیاں ہیں۔“

”مگر رات کو شکار کہاں؟“ بولنے والی قریب آگئی تھی یا ایک قبول صورت عورت تھی جو ان تھی  
 اور فامی چلاک نظر آتی تھی۔

”یہ جنگل ہے۔“ مانگ نے کہا۔ یہاں ذرا سی بات پر بھڑک کر شکاری ایک دوسرے پر  
 فاترنگ کر ڈالتے ہیں۔“

”آپ نے کہا تھا مسٹر مانگ کہ یہاں جیتے بکثرت ہوتے ہیں۔“ لڑکی نے کہا۔  
 ”ہاں کہا تو تھا۔؟“

”مگر اب تک مجھے ایک بھی نظر نہیں آیا ہے۔“  
 ”جیتا اس وقت ہی نظر آتا ہے جب وہ نظر آنا چاہے۔“  
 ”کیا مطلب۔؟ لڑکی چونکی تھی۔“

”وہ ایسا ہی چالاک اور خونخوار جانور ہے۔“ تاک نے کہا اتنی خاموشی سے قریب سے گزر جاتے

گا کہ ہمیں احساس تک نہ ہوگا۔“

”مگر سنتے ہیں وہ انسانوں کو چیر بھاڑ ڈالتا ہے۔“

”بعض صورتوں میں۔“ تاک نے کہا۔ ہو سکتا ہے اس وقت بھی ایک یا ایک سے زیادہ

چیتے ہماری تاک میں ساتھ چل رہے ہوں۔“

”مائی گاڈ۔“ وہ پھریری لیکو بولی۔

”تم ان تینوں کے پاس جاؤ۔“ تاک نے اس سے کہا۔

”کوئی خطرہ والی بات تو نہیں ہے نا۔؟“

”ہوگی تو پہلے بتا دیں گے۔“ تاک نے کہا اور وہ واپس چلی گئی۔

”بے چاری۔“ ٹونی نے کہا۔ اپنے انجام سے بے خبر ہے۔“

”خبر ہونی بھی نہیں چاہیے۔“ تاک نے کہا۔

”باس کیا میں آگے جا کر دیکھوں۔؟ ٹونی نے کہا۔

”نہیں ہم یہاں سے نہیں ملیں گے۔“ تاک نے کہا۔ راہ ٹھیکنے کا اندیشہ ہے۔“

”باس ایک بات کہوں۔“ ٹونی نے سرگوشی کی۔

”ہاں کہو کیا بات ہے۔؟“

”مجھے ایسا محسوس ہوتا ہے باس جیسے کوئی ہماری نگرانی کر رہا ہے۔“

”اس خیال کی وجہ۔؟“

”دو ایک مترتبہ میں نے ایک بیولے کو ادھر سے ادھر جاتا دیکھا ہے۔“ ٹونی نے کہا۔ بس ایسا

لگتا تھا جیسے کوئی جست اگا کر ادھر سے ادھر ہوا ہے۔“

”یہ بات کب کی ہے۔“

”جب ہم نے یہاں قیام کیا تھا اس وقت کی۔“

”تم احمق ہو ٹوٹی۔“ مائک نے جھلا کر کہا۔

”کیوں باس۔“

”اس لئے کہ اگر ایسی بات تھی تو یہ تمہیں اسی وقت بتانی چاہیے تھی۔“ مائک نے چاروں طرف

دیکھتے ہوئے کہا۔

”باس ٹھیک کہہ رہا ہے ٹوٹی۔“ ان میں سے ایک اور بولا۔

”وہ جو کوئی بھی ہے ہماری نگرانی کر رہا ہے۔“ مائک نے کہا۔ یہ ہماری خوش قسمتی ہے کہ وہ

ہمیں اب تک کوئی نقصان نہیں پہنچا سکا۔“

”وہ اکیلا کیا نقصان پہنچا سکتا ہے گا باس۔“ ٹوٹی نے کہا۔

”اگر وہ کسی پارٹی کا آدمی ہوتا تو مشین گن کے ایک ہی برسٹ میں ہم سب کو ٹھکانے

لگا چکا ہوتا۔“

”پھر وہ ہے کون باس۔“

”وہ ریڈ انڈین ہی ہو سکتا ہے۔“

”آدم خور۔؟ دوسروں کے منہ سے نکلا۔“

”سارے ریڈ انڈین آدم خور نہیں ہوتے۔“ مائک نے کہا۔ مگر ہم وثوق سے بھی نہیں

کہہ سکتے کہ وہ آدم خور ہیں یا نہیں۔“

”پھر کیا کرنا ہے باس۔“ ٹوٹی نے پوچھا۔

”کیا ہم اسے تلاش کریں۔؟ دوسرے نے پوچھا۔“

اس وقت جنگل ہمارے لئے موت ثابت ہو سکتا ہے جبکہ اس ریڈانڈین کے لئے جو گرانی کر رہا ہے جنگل میں ہماری نگاہوں سے بچنا ایک دلچسپ کھیل ہوگا۔

میں سمجھا نہیں باس۔ ٹونی نے کہا۔

کیا تم اس اندھیرے میں اندازہ لگا سکتے ہو کہ دلدل کس طرف ہے اور نہریلے ساپ کس طرف؟

نہیں باس۔ ٹونی نے نفی میں سر ہلادیا۔

بس پھر اسے کیسے تلاش کر سکو گے جو گرانی کر رہا ہے۔

ایک ترکیب ہے باس۔ ٹونی نے کہا۔

وہ بھی کہہ چلو۔

آپ سب لوگ روانہ ہو جائیں ظاہر ہے آپ کے پیچھے وہ بھی جاتے گا بس اس کے بعد میں اسے دہلوقح لوں گا۔

احتمقانہ خیال ہے۔ مائک نے کہا تھا۔

وہ کیوں باس؟

اگر وہ ہمارے پیچھے دور سے آرہا ہے تو اس نے ہماری تعداد بھی گنی ہوگی اب روانگی پر جب ایک اسے کم نظر آئے گا تو وہ چونک پڑے گا اور تمہارا اسے پکڑنے کا منصوبہ رکھا رہ جاتے گا۔

باس کا خیال ٹھیک ہے ٹونی۔ دوسرے نے کہا پھر اگر وہ ہاتھ نہیں آیا تو بھی تمہارے لئے ہم تک پہنچنا مشکل ہو جاتے گا۔

بات ٹھیک ہے دوست۔ ٹونی نے منہ ٹکاکر کہا۔ وہ بھی یہ بات اچھی طرح سمجھا کر یہاں

جگہ جگہ دل لیں موجود ہیں اور رات کے اندھیرے میں دل لہا اسی وقت نظر آئے گی جب آدھا ہم  
دل لہ میں پھنس چکا ہوگا۔

چلنے کی تیاری کرو۔۔۔ مائک نے کہا اور وہ چونک پڑے۔

”باس کیا اب اس احمق ایشیائی کا تعاقب نہیں کیجئے گا۔؟ ٹوٹی نے پوچھا۔

”اب اس کی ضرورت نہیں رہی۔۔۔ مائک نے کہا۔ جس جگہ وہ چیز گرائی گئی تھی اس جگہ نا

نقشہ ہمارے پاس بھی موجود ہے مگر صحیح سمت جاننے کے لئے ہم نے اس کا تعاقب لیا تھا۔۔

تو کیا باس ہم اب اپنی منزل پران سے پہلے منع سکتے ہیں۔؟

”ہاں چلو۔۔۔“ مائک نے کہا اور وہ اپنے گھوڑوں پر سامان بار کرنے لگے۔ کچھ دیر بعد وہ ایک

سمت میں تیزی سے سفر کر رہے تھے فائٹرنگ کی آوازیں اب ان کے قریب آتی محسوس ہو رہی تھیں

پھر انھوں نے دور ایک جگہ چمکاریاں سی دیکھیں۔ یہ فائٹرنگ سے پیدا ہونے والی آگ تھی۔

معلوم ہوتا ہے وہ لوگ بہت بری طرح سے پھنس گئے ہیں۔۔۔ ٹوٹی نے مائک کے قریب اپنا

گھوڑا دوڑاتے ہوئے سرگوشی کی۔

”ہاں اور یہ ہمارے لئے بہت اچھا ہے۔۔۔“ مائک نے مسرت سے بھرپور لہجے میں کہا اس

طرح ہمارے لئے میدان صاف ہو گیا ہے۔۔۔

”باس کیا خیال ہے ان کی مدد نہ کی جائے۔؟ ٹوٹی نے غرا کر کہا۔

”اور خود بھی پھنس جاتیں کیوں۔؟ مائک غرایا۔

”نو باس ایک ترکیب ہے۔۔۔ ٹوٹی نے کہا۔ ان لوگوں کی بستی یہاں قریب ہی ہوگی۔ اگر ہم وہاں

آگ لگا دیں تو یہ اسے بچانے کے لئے اس احمق ایشیائی کی پارٹی چھوڑ کر بستی کی جانب دوڑ پڑیں

گے۔۔۔“



ہاں ایسا ممکن ہے مگر ہم یہ نہیں چاہیں گے ٹونی۔ "مانک غرا کر بولا۔ ایسا کر کے ہم اپنے دشمن کو سامنے لے آئیں گے۔"

جیسے آپ کی مرضی باس۔ ٹونی نے سر ہلا دیا۔ اب وہ آہستہ آہستہ فاسٹرنگ کے علاقے سے دور ہوتے جا رہے تھے۔ مانک نے کچھ دیر بعد گھوڑا روک لیا پھر جیب سے طارح نکال کر ٹونی کو دی جسے اس نے روشن کر لیا۔ اس کی روشنی مانک کے ہاتھوں پر ڈالی جس میں ایک تہہ کیا ہوا کاغذ رہا ہوا تھا۔

کاغذ کھلنے پر کسی قسم کا نقشہ ثابت ہوا تھا مانک چند لمحے اسے دیکھتا رہا پھر اس نے قطب نما نکال کر سمت کا تعین کیا اور دونوں چیزیں جیب میں رکھ لیں ٹونی نے طارح بھاکر اسے دیدی تھی جسے جیب میں ڈال کر مانک نے کہا تھا۔

صبح رخ پر جا رہے ہیں بس آگے جب کھلا میدان آئے گا تو ہمیں جنوب کی جانب اس میدان کے ساتھ ساتھ سفر کرنا ہوگا اور اس کے دوسرے کنارے پر پہنچ کر ہم اس جگہ پہنچ جائیں گے جہاں وہ چیز گرائی گئی ہے۔"

گویا باس سب سے پہلے ہم ہی اس جگہ پہنچیں گے۔؟

ہاں چلو۔ "مانک نے اپنا گھوڑا آگے بڑھاتے ہوئے کہا اور ایک مرتبہ پھر وہ آگے بڑھنے لگے۔ فاسٹرنگ کا علاقہ اب اتنے پیچھے رہ گیا تھا کہ وہ ان چنگاریوں کو بھی نہیں دیکھ سکتے تھے جو فاسٹرنگ سے پیدا ہو رہی تھیں لیکن وہ اس سے بالکل ہی بے خبر تھے کہ موت ان کا پیچھا بڑی خاموشی سے کر رہا ہے۔ بھیا نک موت جس کا وہ تصور بھی نہیں کر سکتے تھے۔ وہ تعداد میں پیاس سا ٹھوٹھے بڑے بڑے جنمادی بھیر پتے خاک اور مٹی لے سفید جلد والے خونخوار بھیر پتے وہ اتنی خاموشی سے اس جگہ سے ان کے پیچھے لگے تھے جہاں انھوں نے نقشہ دیکھا تھا کہ ملکی سی آہٹ بھی نہیں ہوتی

تھی۔ پھر جیسے ہی وہ اس حصے میں پہنچے یہاں جنگل چمتر ہو گیا تھا اچانک وہ غارتے ہوئے ان پر چھپے۔  
سب سے پہلے مائک چوڑکا تھا۔

خوفزدہ ہونے والا گھوڑا اچانک دو ٹانگوں پر کھڑا ہو گیا تھا مائک کمر کے بل زمین پر  
گرا تھا اور گرتے ہی اس نے درجنوں چمکدار آنکھوں کو اپنے گرد دیکھا تھا بجلی کی سی تیزی سے اس نے  
مشین گن شانے سے آٹاری اور ٹرائیگر کھینچ دیا۔ سنیکڑوں غراہیں اس نے سختیں مگرا سے دوسرا  
برسٹ مارنے کی حسرت ہار رہی تھی وہ درجنوں روشن آنکھیں اس پر ٹوٹ پڑی تھیں۔

درندے کی واپسی، بلیک ہاوس، بلیک پاور اور سرڈرائیجٹ کے بعد  
اسی سلسلے کا پانچواں ناول

# پرورد کی موت

بہت جلد شائع ہو رہا ہے

پیش کشی  
مکتبہ اسلامی  
سینٹر  
کراچی

باس۔ جو زف نے عمان کو مخاطب کیا۔ ہم اس طرح ان سے نہیں جیت سکیں گے۔  
 یہی میں سوچ رہا ہوں۔ عمان نے کہا۔ کوئی ترکیب تیرے ذہن میں ہے۔؟  
 سوچ رہا ہوں باس۔ جو زف نے کہا۔ ان کو کسی اور طریقے سے بھگانا ہوگا۔  
 جلد سوچ چک۔ عمان نے کہا۔ ورنہ کہیں سرکنڈوں کی روحیں نہ سرسرنے لگیں۔  
 باس یہاں تو نام نہ وان کا جو زف نے خوفزدہ لہجے میں کہا۔ ورنہ وہ منٹوں میں یہاں  
 آجائیں گی۔

اچھا جلدی سے سوچ کر ان جنگلی سوروں سے کیسے سمجھا چھڑایا جاسکتا ہے۔؟  
 کاش دن ہوتا باس۔

پھر کیا ہوتا۔؟  
 میں ان کا دیوتا کا نام ہاری بن جاتا۔

”ہونہر۔“ عمران نے سر ہلا کر کہا۔ اب کیا ترکیب ہو سکتی ہے یہ تو ہزاروں کی تعداد میں نظر آ رہے ہیں۔“

”باس شکر کرو انھوں نے ابھی آگ لگے تیر نہیں پھینکنے شروع کئے۔“ جوزف نے کہا۔ ورنہ جانیں بچانا مشکل ہو جاتا۔“

”اے ان کی بستی کتنی دور ہوگی۔“ عمران نے پوچھا۔

”معلوم نہیں باس۔“ جوزف نے کہا۔

”جس جگہ آپ ہیں وہاں سے نصف میل کے فاصلے پر ان کی بستی ہے۔“ دفعتاً ٹرانسمیٹر سے آواز آئی۔ ”تو تو کا کہنا ہے کہ یہ بستی ہماری راہ میں پڑے گی۔“

”ٹھیک ہے۔“ عمران نے کہا۔ فائرننگ کرتے ہوئے بھی اس کا ذہن جنگلیوں کی دستبرد سے بچنے کی ترکیب سوچ رہا تھا وہ جانتا تھا کہ کچھ ہی دیر اور وہ فائرننگ کے زور پر ان کے سیلابیہ پنا کو روک سکتے ہیں اس کے بعد جب ان کو ہوش آئے گا اور جنون سوار ہوگا تو وہ گولیوں کی پرواہ کتنے بغیر ہی ان پر چڑھ دوڑیں گے۔“

فائرننگ کی رینج میں گھس آئیں گے اور ان کی اسٹین گنیں بھی ان کو نہ روک سکیں گی وہ ایسا وقت آنے سے پہلے ہی کچھ کرنا گزرنا چاہتا تھا کوئی ایسا قدم اٹھانا چاہتا تھا کہ جنگلیوں سے جھٹکارہ مل جاتا۔

”باس ایک ترکیب سمجھ میں آئی ہے۔“ جوزف نے کہا۔

”جلدی بول کالتے۔“

”کیوں نہ ہم بم استعمال کریں باس آگ لگانے والے بم۔“

”اس سے کچھ نہیں ہوگا۔“ عمران نے کہا۔ ”دفعتاً اس کی آنکھیں مچکنے لگیں ایسا ہی لگا جیسے اس

کی ریڈی میڈ کھوپڑی میں کوئی ترکیب آگئی ہو۔

جوزف جا اور جا کر صفدر کو ادھر لے آ۔

مگر باس میں کیسے تلاش کر سکوں گا۔

دل کی آنکھوں سے۔ عمران نے کہا۔ جلدی کروہ شاید اب اندر گھس آنے کے امکانات پر

غور کر رہے ہیں۔

اچھا باس۔ جوزف نے کہا۔ اگر جوزف مگنوٹڈانہ ہریے تیروں ہی کاشکار بننے والا ہے

تو تم کچھ نہیں کر سکتے۔

جلدی کر۔ عمران غرا کر بولا اور جوزف اس کے پاس سے ہٹ گیا دو تین ہی منٹ بعد اس

نے جوزف اور صفدر کو اپنے قریب محسوس کیا تھا۔

باس یہ صفدر صاحب تو ہمارے برابر والے درخت کے پیچھے تھے۔ جوزف نے بتایا اور

عمران سامنے سے آنے والوں پر اسٹین گن کا برسٹ مار کر صفدر سے مخاطب ہوا۔

تمہیں جو سگریٹ کیس دیا گیا تھا وہ کہاں ہیں۔

میری جیب میں۔ صفدر نے کہا۔ کیا آپ کو دوں۔

نہیں اسے نکال کر تین سگریٹ مجھے دیدو۔ عمران نے کہا پھر اپنے مودے پر جا کر ایک

سگریٹ نکالنا اور ایک منٹ بعد اسے سلگا کر ہاتھ سر سے بلند کر دینا۔

اس سے کیا ہوگا۔ صفدر نے پوچھا۔

بچہ ہوگا اور تمہیں ڈیڈی کہے گا۔ عمران غرایا۔

اچھا جناب ایسا ہی کرتا ہوں۔ صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔ میں

سگریٹ سلگا کر اسے سر سے بلند کر دوں گا۔

”اور ایک سے دوسرے کٹش ہرگز مت لینا۔“ عمران نے کہا اور کٹش بھی اسی حد تک ہو کہ سگریٹ

سلگ جاتے۔“

”بہتر جناب۔“ صفدر نے تین سگریٹ عمران کو پکڑا لے ہوئے کہا۔

”جوزف یہ دو سگریٹ خاور اور چوہان کو پہنچا دو۔“

”لاؤ باس۔“ جوزف نے کہا اور سگریٹ لیکر کھسک گیا۔ صفدر بھی عمران کا اشارہ پا کر کھسک

لیا تھا۔

عمران نے سگریٹ ہونٹوں سے دہالی پھر جیسے ہی اس نے محسوس کیا کہ ایک منٹ ہو چکا ہے  
لا تڑ سے اسے سلگ لیا اور دھواں حلق میں پہنچاتے بغیر باہر اگل کر سگریٹ سر سے بلند کر لی شاید  
نصف منٹ گزرا ہو گا اچانک سگریٹ سے تیز قسم کی روشنی نکلی ایسی ہی روشنی جیسی پھلجڑی جلنے سے  
پیدا ہوتی ہے۔

پھر یہ روشنی عمران نے اپنے عقب میں بھی تین جگہ دیکھی روشنی سگریٹ کے منہ سے اس طرح  
نکل رہی تھی جیسے ویلڈنگ گن کے نوزل سے شعلہ نکلتا ہے اس روشنی کا خاطر خواہ اثر ہوا تھا۔  
پہلے جنگلیوں کے گھوڑے دوڑتے دوڑتے رکتے تھے پھر ایسا ہی لگا ہو جیسے انہوں نے بھوت  
دیکھ لیا ہو۔

دوسرے لمحے ایک کے تعاقب میں دوسرا ان کے مخالف سمت اپنی بستی کی جانب دوڑ  
رہے تھے۔ روشنی لمحہ بہ لمحہ بڑھتی جا رہی تھی اس کے ساتھ ہی جنگلیوں کے گھوڑوں کی ٹاپیں معدوم ہو رہی  
جا رہی تھیں پھر وہاں سناٹا چھا گیا اور اسی لمحے اچانک وہ روشنی غائب ہو گئی اور عمران نے سگریٹ  
پھینک دی۔

”واہ واہ باس۔“ جوزف نے کہا۔ ”یہ تو جادو ہو گیا۔“



”یہ سب کیا تھا عمران صاحب۔؟ صفدر نے قریب آتے ہوئے پوچھا۔

”جادو کا گولا تھا پیارے جس نے سب کو بھگا دیا۔“

”اب کیا کرنا ہے۔؟“

”جلدی سے ایک جگہ جمع ہو جاؤ ہمیں ابھی آگے بڑھنا ہے۔“

”آئی تاریکی میں۔؟ صفدر ہچکچا کر بولا۔

”ہاں ورنہ دن کی روشنی میں یہ پھر پلٹ کر آجائیں گے۔“ عمران نے کہا۔ اس وقت شاید

کوئی شعبہ کام نہ دے سکے گا۔“

پھر صفدر نے کچھ نہیں کہا اور وہ واپس ہو گیا ٹھیک اسی لمحے کسی گھوڑے کی ٹاپوں کی آواز

سنائی دی عمران نے گن سیدھی کر لی۔ آنے والا سامنے ہی سے آ رہا تھا پھر وہ نظر آ گیا۔ اس نے

دونوں ہاتھ سر سے بلند کر رکھے تھے اور گھوڑے کی رگام اس کے دانتوں میں پھنسی ہوئی تھی۔

لیکن وہ جنگلی نہیں تھا۔

”مومی یہ تم ہو۔؟ عمران نے اسے پہچانتے ہوئے زور سے کہا۔

”ہاں سر یہ میں ہوں۔“ آنے والے نے ہاتھ گرا کر رگام پکڑتے ہوئے کہا۔

”کیا رہا تم نے ان کو کہاں چھوٹا۔؟ عمران نے مومی کے قریب آجائے پر پوچھا۔ آنے والا جو کہ

عمران کا ملقانی ایجنٹ تھا بولا۔

”وہ یہاں سے تقریباً دو میل کے فاصلے پر موت کا شکار ہو گئے ہیں سر۔“

”کیا۔؟ عمران چونک پڑا۔

”میں ٹھیک کہہ رہا ہوں سر۔“ مومی نے کہا۔ وہ آپ کا تعاقب کر رہے تھے اور آپ

کی مدد پر ہیں ان کا۔ جب آپ کی آدم خوروں سے ٹھنی ہوئی تھی وہ آگے روانہ ہو گئے تھے مگر

دلہ لی میدانوں کے قریب ان پر خوشخوار بھیر یوں لے حملہ کر دیا۔

”ہولی فادر۔“ جوزف نے جلدی سے کہا۔ باس ان میں سے کوئی بھی زندہ نہیں بچے گا کیونکہ یہ بھیریتے جب حملہ کرتے ہیں سوپا س مل کر کرتے ہیں۔“

جوزف کا خیال صحیح ہے سر۔“ مومی نے کہا۔ میں اگر ان لوگوں سے دور نہ ہوتا تو میں بھی زندہ نہ بچے پاتا۔“

گویا ایک پارٹی ختم ہو گئی۔“ عمران نے کہا۔

یس سر۔ اب صرف تین پارٹیاں باقی ہیں۔“ مومی نے کہا۔

تم پیراڈون کو کیوں بھول جاتے ہو۔“ عمران نے کہا۔ وہ جلیث کہیں نہ کہیں ہمیں فروٹے گا۔“

شاید وہ بھی تاک میں ہو۔“ جوزف نے کہا۔

نو باس اب آپ کے عقب میں کوئی نہیں ہے۔“ مومی نے کہا۔

دلہ لی میدان یہاں سے کتنے فاصلے پر ہیں۔؟ عمران نے پوچھا۔

شاید دو ڈھائی میل کا فاصلہ ہوگا سر۔“

اور ان جنگلیوں کی بستی۔؟

وہ راستے میں پیڑے گی مگر ہم اس سے ہٹ کر سفر کرتے رہیں گے۔“

ہونہ۔“ عمران نے کہا اور جیب سے دائرہ پروف کپڑے پر بنا ہوا نقشہ نکال لیا اس میں کئی دائرے بنے ہوئے تھے اور وہ دائرے ایک کے اندر ایک تھے۔

جنگلیوں کی بستی اس جگہ ہے سر۔“ مومی نے نقشے پر ایک جگہ انگلی رکھتے ہوئے کہا۔

ٹھیک اس کو یہاں ہی ہونا چاہیے۔“ عمران نے کہا۔ کیونکہ اس سے آگے یہ چھوٹے چھوٹے

پیلے دھبے دلدلی میدانوں کی نشاندہی کرتے ہیں۔

”مہیں بھی اسی طرف جانا ہو گا سر۔“ مومی نے پوچھا۔

”ہاں اسی راہ پر دلدلی میدان عبور کر کے ہم منزل پر پہنچ جائیں گے۔“

”لیکن سر یہ علاقہ خونخوار بھٹیروں سے بھرا ہوا ہے۔“ مومی نے کہا۔ ان کا آپ کیا کریں

گے۔؟

”فکر نہ کرو۔“ عمران نے کہا۔ کوئی نہ کوئی صورت نکل ہی آئے گی۔

”کیوں نہ آپ دن میں سفر کریں سر۔“ مومی نے کہا۔ دن میں ان کا خطرہ بہت کم

ہو جاتے گا۔“

”اور آدم خوروں کا خطرہ بڑھ جاتے گا۔“ عمران نے کہا۔

”ان سے تو نمٹنا جا سکتا ہے سر۔“

”نہیں۔“ عمران نے کہا۔ میں ہر قیمت پر صبح ہونے سے پہلے ان کی بستی سے آگے بڑھ

جانا چاہتا ہوں۔“

”پھر جو حکم آپ کریں سر۔“

”گھوڑے تیار ہیں۔؟“ عمران نے اپنے ساتھیوں کو دیکھتے ہوئے پوچھا۔

”جی ہاں سب سامان بار کر دیا گیا ہے۔“ صفر نے بتایا۔

”چلنے سے پہلے ایک بات غور سے سن لو۔“ عمران نے کہا۔ جب بھٹیروں کی موجودگی

محسوس کرو تو ان پر بھرپور انداز میں فائرنگ کرنا۔“

”یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں سر۔ مومی نے کہا۔ اس طرح تو وہ بھڑک جائیں گے۔“

”بھڑک جانے دو۔“ عمران نے کہا۔ میں چاہتا ہوں کہ وہ اپنے ہی ساتھیوں کے گوشت

کی مصیافت اڑائیں۔“

”آپ کا مطلب یہ ہے کہ گولیوں سے ملنے والوں پر دوسرے ٹوٹ پڑیں گے۔“  
مومی نے حیرت سے پوچھا۔

”ہاں خون کی بوان کو اپنے ہی مردہ ساتھیوں کو چیرنے پھاڑنے میں مشغول کر دے گی۔“  
عمران نے کہا۔ اور ہم یہ علاقہ عبور کر جائیں گے۔“

”ترکیب اچھی ہے سر۔“ مومی نے کہا۔ کارگر ہو گئی تو کامیابی یقینی ہو جائے گی۔“  
”چلو۔“ عمران نے گھوڑے کو ایڑے لگا تے ہوئے کہا۔ مومی تم آگے چل کر سب کی،  
راہنمائی کرو گے۔“

”بہتر سر۔“ مومی نے کہا اور اس نے اپنا گھوڑا آگے نکال لیا جبکہ عمران ان سب سے  
پیچھے رہ گیا۔ جوزف اس کے ساتھ تھا۔

”سن رہے ہو کالے صفر؟“ عمران نے جیب میں پڑے ٹرانسمیٹر پر جھکتے ہوئے کہا۔  
”جی ہاں میں نے سب کچھ سن لیا ہے۔“ بلیک زیرو کی آواز آئی۔  
”تمہیں حدود جے محتاط رہنا ہوگا۔“

”بے فکر رہیں عمران صاحب۔“ بلیک زیرو کی آواز آئی۔ میں بیٹھریوں سے اپنے آپ  
کو اور موت کو بچا لوں گا۔“

”اگر کوئی خطرہ ہو تو پھر تم بولالے ہم استعمال کرو گے۔“  
”اس کی نوبت نہیں آئے گی جناب۔“ بلیک زیرو نے کہا۔ میں بھی آپ ہی کا بتایا ہوا

نسخہ استعمال کروں گا۔“

”ویری گڈ۔“ عمران نے کہا۔

”میں آپ سے صرف تیں چالیں گزے سمجھے رہوں گا جناب۔“  
 ”یہی بہتر ہے اس طرح تم راستے کو دیکھتے رہو گے۔“  
 ”آپ نے موی کو آگے بھیجا ہے نا۔؟ بلیک زیرو نے پوچھا۔  
 ”ہاں کیوں کی بات ہے۔؟“

”اس کے ساتھ کسی اور کو بھی کر دیں ایسا نہ ہو کہ بھڑکتے اس پر پڑھ دوڑیں اور وہ بے چارہ ان  
 کا شکار بن جائے۔؟“

”اس کی فکر مت کرو۔“ عمران نے کہا ”تم عقب کا خیال رکھو۔“

”آپ بے فکر رہیں جناب۔“ بلیک زیرو کی آواز آئی اور اس نے ٹرانسمیٹر جیب میں ڈال دیا گھوڑے  
 درمیانی رفتار سے دوڑ رہے تھے گو کہ اس علاقے میں رات کے وقت کسی انجان آدمی کا سفر کرنا اپنے  
 آپ کو ہلاکت میں ڈالنے کے مترادف تھا۔ مگر وہ چل رہے تھے بڑے خطرے سے بچنے کے لئے چھوٹا  
 خطرہ مول لینے پر مجبور تھے۔

”باس۔“ جوزف نے اپنا گھوڑا عمران کے قریب کرتے ہوئے کہا۔  
 ”کیا بات ہے۔؟“

”تم نے کچھ سنا باس۔“ جوزف نے کہا۔

”کیا سکرٹڈوں کی رو میں آگئی ہیں۔؟ عمران نے جواباً کہا تھا۔

”ایسا ہی سمجھ لو باس۔ میں اپنے چاروں طرف جھیت روحوں کو منڈھلاتا محسوس کر رہا ہوں۔“  
 جوزف نے کہا ”تم بھی محسوس کرو باس۔“

”ہو نہ ہو تو مجھے جھیت روحیں نظر آرہی ہیں۔“ عمران نے کہا۔ اور خود بھی غور سے کسی آواز  
 نو سننے کی کوشش کرنے لگا۔

”ہاں باس میں ان کی سرسراہٹیں سن رہا ہوں۔“ جوزف نے عجیب سے لہجے میں کہا۔ ایسا لگ رہا ہے باس جیسے وہ ہمارے ساتھ دوڑ رہی ہیں۔“

ابے الحق وہ بھڑکتے ہیں۔ ”عمران نے سرد لہجے میں کہا۔ روجوں کے چکر سے نکل آؤرنہ یہ بھڑکتے تھے بھی ایک روح بنادیں گے۔“

بھڑکیوں ہی کی بات کر رہا ہوں باس۔“ جوزف نے جلدی سے کہا۔ جب سرکٹوں کی روجیں زیادہ بے چین ہو جاتی ہیں تو وہ انہی بھڑکیوں میں سما کر نکل پڑتی ہیں اور پھر ہر طرف تباہی و بربادی آجاتی ہے۔“

”ہوشیار رہ روح کے چچا۔“ عمران غرایا پھر اس نے بلند آواز میں اپنے ساتھیوں کو ان بھڑکیوں کی موجودگی سے آگاہ کیا تھا۔

پھر ایک ساتھ ہی ان کی اسٹین گنیں گرجی تھیں داتیں اور باتیں سمت کی جھارٹیوں میں ایسا ہی لگتا تھا جیسے زلزلہ آگیا ہو غراہٹوں اور چیخوں کی آوازیں فضا کے سکوت کو توڑ گئی تھیں وہ برابر فاترنگ کر رہے تھے۔

اگر انھوں نے گھوڑوں کو قابو میں نہ رکھا ہوتا تو ان میں سے ایک آدھ گر کر بھڑکیوں کا شکار بن چکا ہوتا۔

کچھ دیر بعد بھڑکیوں کی غراہٹیں پھیلے پھیلے گئیں اور وہ اس حد سے نکل آتے مشرقی افق پر سفیدی بھونکنے لگی تھی اور خبگل طرح طرح کے پسندوں کی آوازوں سے گونجنے لگا تھا۔

کالے صفر۔“ عمران نے ٹرانسمیٹر میں کہا۔  
یس سر۔“ بلیک زیرو کی مستعد آواز آئی۔

”ٹھیک ہونا۔؟“



”جہاں جناب۔۔ بلیک زیرو کی ہنسی ہوتی آواز آتی۔ آپ نے ان کیلئے شکار اتنا فراہم کر دیا تھا کہ وہ کسی اور جانب توجہ ہی نہ دے سکے۔“

”اس کے علاوہ اور کوئی چارہ کار بھی تو نہیں تھا۔“

”اب آپ کہاں تک سفر کریں گے جناب؟“

”ہم دلدلی حصّہ سمجھے چھوڑ آتے ہیں۔“ عمران نے کہا۔ آگے ایک دریا ہے اسے عبور کرتے ہی ہم اپنی منزل پر پہنچ جائیں گے۔“

”گویا ہم اب آخری دائرے میں داخل ہونے والے ہیں۔“

”ہاں اور اب تمہیں موت سے بے حد ہوشیار رہنے کی ضرورت ہے۔“

”آپ پھر اس پر شک کر رہے ہیں باس۔“

”بس جو کہا ہے اس پر عمل کرو۔“ عمران نے کہا۔ نتیجہ خود بخود سامنے آجائے گا۔“

”جو حکم جناب عالی۔“

”ہم لوگ دیبا کے کنارے رکیں گے۔“ عمران نے کہا۔ تم بھی قریب ہی رہنا۔“

”بس سر۔ بلیک زیرو کا جواب سن کر اس نے ٹریشیٹر دوبارہ جیب میں ڈال لیا آف اب کب نہیں کیا تھا۔“

”باس میں پانی کی بوتلی لے رہا ہوں۔“ جوزف نے کہا۔ آس پاس کوئی دریا ضرور موجود ہے۔“

”ہاں یہاں قریب ہی دریا موجود ہے۔“ عمران نے کہا۔ ہم وہیں پر ٹیڑھا ڈالیں گے۔“

”آہ بیکار دیس۔“ جوزف نے مسرت سے بھرپور لہجے میں کہا۔ میں سالوں بعد آج اپنے دیس کے دریا میں نہاؤں گا باس۔“

ابے یہاں تو نہالے آیا ہے۔

اب آیا ہوں تو نہال بھی لوں گا باس۔

اچھا اچھا بس بائیں سمت بنا۔ یہ عمران نے کہا اور ایک صاف سی جگہ دیکھ کر اس نے گھوڑا روک دیا وہ سب بھی رک گئے تھے عمران نے اعلان کیا کہ وہ کچھ دیر یہاں رکیں گے اس کے بعد آگے روانہ ہوں گے۔ انھوں نے لمبی لمبی گھاس وہاں سے صاف کی اور اسی کٹی ہوئی گھاس کو بچھا کر بیٹھ گئے جو لیا نے اسٹوجلا لیا تھا اور خشک غذا کے ڈبے کھول رہی تھی محفوظ ذخیرے میں سے پانی نکال کر اس نے چائے پڑھا دی تھی۔

ان کے ساتھ پانی کی پکھالیں بھی تھیں اس لئے پانی کی طرف سے ان کو کسما قسم کی پریشانی نہیں ہوتی تھی۔

عمران ایک جگہ بیٹھ کر نقشے کو دیکھ رہا تھا۔ پھر اس نے قطب نما نکال کر سمت کا تعین کیا اور نقشہ لپیٹ کر جیب میں رکھ لیا۔ موتو اس سے دس گز کے فاصلے پر گھاس کے بستر پر لیٹا ہوا تھا کھاپی کر وہ آپس میں باتیں کرنے لگے تھے۔

تمہارا دسین جتنا خوبصورت ہے جوزف اتنا ہی خوفناک بھی ہے۔ جو یسا جوزف سے کہہ رہی تھی۔

آپ کو پسند آیا سی۔ جوزف نے دانت نکالتے ہوئے پوچھا۔

افریقہ ہمیشہ سے پراسرار رہا ہے۔ جو یسا نے کہا۔ میری خواہش تھی کہ کبھی اس طرف آؤں اور وہ خواہش.... دفعتاً جملہ ادھورا ہی رہ گیا تھا عمران بڑے زور سے چیخا تھا وہ اچھل پڑے مغلہ اور غاور بڑی تیزی سے مڑے تھے۔ ان سے چند قدم کے فاصلے پر دو چیتے ایک درخت کی ٹڈ کے قریب کھڑے ہوئے تھے انتہائی خوبصورت اور قدرت کے صن کا شاہکار ان کے

جسموں پر پٹری ہوئی دھاریاں چمک رہی تھیں لیکن ان کی آنکھیں۔ پس ایسا ہی لگتا تھا جیسے وہ سحرزور ہو گئے ہوں وہ سکتے کی کیفیت میں بیٹھے رہ گئے تھے۔

۔ ہنامت۔ ”عمران کی اکاڑا بھری مگر ان میں ملنے کی سکت ہی کہاں تھی وہ تو ان خونخوار اور خوبصورت درندوں کو قریب دیکھ کر سکتے ہی میں رہ گئے تھے۔

۔ مستی تم خوفزدہ مت ہونا۔“ جوزف نے کہا۔

۔ نن... نہیں تو۔“ جو بیالے جواب دیا۔

۔ میں انہیں مار لوں گا۔“ جوزف نے کہا اور وہ اسٹین گن سیدھی کرنے لگا اس کی حرکت اتنی آہستہ تھی کہ لہکی سی سرسراہٹ تک نہیں ہو رہی تھی پھر اس نے اسٹین گن کا رخ ان چیتوں کی طرف موڑا ہی تھا کہ عمران غرایا۔

۔ نہیں فائبرمت کرنا در نہ اپنے ساتھیوں کو زخمی کر دو گے۔“

۔ پچھلے پھر پاس۔“

۔ اسی طرح بیٹھے رہو۔“ عمران نے کہا وہ آہستہ آہستہ ایک درخت کی جڑ کی طرف کھسک رہا تھا جہاں سے وہ ان دونوں چیتوں پر اس طرح فائبرنگ کر سکتا تھا کہ اس کے کسی بھی ساتھی کو گزند نہ پہنچتی۔ مگر اچانک باتیں سمت سے اسٹین گن کا برسٹ آیا دونوں چیتوں نے خنگھاڑ ماری اور زمین سے کئی فٹ اچھل کر گرے اور ترپنے لگے۔

وہ اپنے بڑے بڑے اور خوفناک جبڑے کھولتے ان کو ایسی درندگی اکوڑ لگا ہوں سے گھورتے جس میں نفرت ہی نفرت تھی پھر دانت کٹکٹانے لگتے۔ کچھ دیر بعد وہ ٹھنڈے ہو گئے۔

۔ کون تھا یہ۔؟ سکتے کی کیفیت فتم ہوتے ہی جو بیالے منہ سے نکلا۔

پتہ نہیں۔“ خاوند نے کہا۔

”ہوش آگیا تم لوگوں کو عمران لے قریب آتے ہوئے پوچھا۔

فائزنگ کس نے کی تھی؟ جو میں نے پوچھا وہ لوگ اب ہواسوں میں آگئے تھے۔

ایکسٹو کے علاوہ اور کون ہو سکتا ہے۔؟ عمران کے الفاظ ان پر ہم ہی کی طرح گرے

سید الملوک عباسی

بلیک زیر اس وقت تک اپنی جگہ کھڑا رہا تھا جب تک دونوں چیتے ٹھنڈے نہ ہو گئے۔ پھر وہ گھاس میں چھپتا ہوا پیچھے ہٹ گیا تھا۔ موتو نے اس کی تقلید کی تھی۔  
 ”آب اپنے ساتھیوں کے ساتھ کیوں نہیں رہتے سر۔“ موتو نے پوچھا۔  
 ”میں ان سے الگ رہ کر ہی ان کی حفاظت کر سکتا ہوں۔“

۔ اوہ ہو۔“

”کیوں تمہیں یہ اچھا نہیں لگا۔؟“  
 ”اچھے کی بات نہیں سر۔“ موتو نے کہا۔ اس طرح آپ اپنے کو خطرے میں ڈالتے ہیں۔“  
 ”وہ کیسے موتو۔؟“

”اگر آپ جنگلیوں میں گھر گئے تو۔؟“ موتو نے کہا۔ جب تک یہ لوگ آپ کی طرف آئیں گے  
 جنگلی آپ کے ٹکڑے کر چکے ہوں گے۔“

ایسا نہیں ہوگا موتو۔ بلیک زیرونے کہا۔ ہم پل پل کی خبر آپس میں رکھتے ہیں۔

بمیر خیال یہ تھا سر کہ آپ ساتھ رہتے۔

چھوڑو اسے۔ بلیک زیرونے کہا۔ آؤ ذرا آگے چل کر دریا کا جائزہ لیتے ہیں۔

وہاں دریا پار کرنے کا کوئی راستہ نہیں ہے سر۔

کیوں؟ بلیک زیرونے پوچھا۔ کیا اس طرف دریا پار آبادی نہیں ہے؟

مکن ہے ہو۔ موتونے کہا۔ مگر میرے علم میں نہیں ہے۔

آؤ دیکھ لیتے ہیں۔ بلیک زیرونے اپنا گھوڑا کھولتے ہوئے کہا پھر اس نے رکاب میں

پیر رکھا اور گھوڑے پر سوار ہو گیا۔ دونوں آہستہ آہستہ گھوڑے دوڑاتے ہوئے دریا کی طرف

بڑھنے لگے نقشے کے حساب سے دریا نصف میل کے اندر ہی اندر ہونا چاہیے تھا۔

اگر وہاں دریا پار کرنے کا کوئی ذریعہ نہیں ہو اس تو پھر موتونے پوچھا۔ آپ کیا کریں

گے۔؟

دریا تیر کر بھی تو پار کیا جاسکتا ہے۔

یہاں ان دونوں دریاؤں میں بہت تیزی ہوتی ہے سر۔ موتونے کہا۔ ایک نالہ بھی تیر کر

پار کرنا مشکل ہو جاتا ہے۔

اگر دریا کے دوسری طرف آبادی ہے جیسا کہ نقشے سے ظاہر ہے تو یہاں پر دریا پار

کرنے کا کوئی راستہ ضرور ہوگا۔

شاید کوئی کشتی مل جائے۔ موتونے کہا اور وہ راستہ طے کرتے رہے جنگل میں اب

سونے کی کرنیں نظر آنے لگی تھیں اور وہ رنگ برنگ پرندوں کو ٹکڑیوں کی شکل میں پرواز کرتا

دیکھ رہے تھے۔ دریا نصف میل سے بھی پہلے نظر آ گیا وہ کم از کم ڈیڑھ سو فٹ چوڑا تھا اور



موتو کے بیان کے مطابق بہت تیزی سے بہہ رہا تھا۔ کنارے کے پتھروں سے اس کا پانی ٹکرا کر چھینٹے اڑتا اور جھگ پیدا کرتا رواں دواں تھا۔

یہاں تو دو دستک کوئی پل نہیں نظر آرہا۔ موتو نے دائیں بائیں دیکھتے ہوئے کہا۔

تمہارا خیال صحیح ہے۔ بلیک زیرو نے کہا۔

دریا کی چوڑائی بہت ہے۔

یہاں کوئی کشتی بھی نہیں نظر آرہی۔ بلیک زیرو نے کہا۔

ہمیں دریا سے کتنے آگے تک جانا ہوگا سر۔

بس دو چار فرلانگ۔ بلیک زیرو نے کہا۔ پھر ہم اپنی چیز کی تلاش کا آغاز کر دیں گے میں

کے لئے یہاں تک آتے ہیں۔

ہو سکتا ہے وہ دریا کے اسی کنارے پر گری ہو۔ موتو نے خیال ظاہر کیا۔

نہیں وہ دریا کے دوسری طرف ہی گری ہے۔

پھر دریا پار کیسے ہوگا۔ سر۔

تم ہی بتاؤ۔ بلیک زیرو نے پوچھا۔ تم تو یہاں کے باسی ہو۔

ہمیں لکڑیاں کاٹ کر ڈونگی بنانی پڑے گی۔ موتو نے کہا۔ اس کے علاوہ دریا پار کرنے

کا اور کوئی ذریعہ نہیں ہے۔

لیکن ڈونگی بنانے کا وقت نہیں ہے۔

وہ کیوں سر۔

ڈونگی بنانے رات ہو جائے گی۔ بلیک زیرو نے کہا۔ اور رات کو پھر نہ صرف آدم خورد

کا ڈر ہوگا بلکہ بھڑیتے بھی آسکتے ہیں۔

”پھر سر دوسرا کیا طریقہ ہو سکتا ہے۔“ موتو نے کہا۔

”میں تیرے ہی دریا پار کرنا ہو گا۔“

”تیرا مجھے دشوار نظر آ رہا ہے سر۔“

”وہ کیوں؟“

”پانی کا دھارا بہت تیز ہے سر۔“

”اس کے لئے ہم رے سے کا سہارا لیں گے موتو۔“ بلیک زیرو نے کہا۔ اور آسانی سے دریا پار

کر لیں گے۔“

”ایک اس سے بھی بڑی مشکل درپیش ہو سکتی ہے سر۔“ موتو نے دریا کے پانی میں غور دیکھتے

ہوئے کہا۔

”وہ کیا؟“ بلیک زیرو نے خود بھی دریا کے پانی میں دیکھتے ہوئے پوچھا۔ پانی میں چھوٹی بڑی مختلف

اقسام کی ہزاروں مچھلیاں تیرتی پھر رہی تھیں۔

”کیا آپ نے دریا میں کوئی خاص بات محسوس نہیں کی سر۔“ موتو نے پانی کی جانب اشارہ

کرتے ہوئے کہا۔

”اگر تمہارا اشارہ مگر مچھلیوں کی جانب ہے تو مجھے اب تک کوئی بھی مگر مجھ نظر نہیں آیا۔“ بلیک زیرو

نے توجہ سے پانی کی سطح کے نیچے دیکھتے ہوئے کہا۔

”آپ ان ہزاروں مچھلیوں کو دیکھ رہے ہیں سر؟“

”ہاں کیوں؟“

”یہ گوشت خور مچھلیاں ہیں سر۔“ موتو نے کہا۔ میں ان کی اقسام سے واقف ہوں جیسے

ہی کوئی جاندار پانی میں اترے گا یا اس کا گوشت چٹ کر جائے گی اور صرف ہڈیوں کا ڈھانچہ رہے۔

جاتے گا۔

اور۔۔ بلیک زیرو کے منہ سے نکلا۔ کیا تمہیں یقین ہے موتو کہ یہ مچھلیاں آدم خور میسر مطلب

ہے گوشت خور ہیں۔؟

ہاں سر۔ موتو نے کہا۔ اور اس کا تجربہ ابھی ہوا جاتا ہے۔

وہ کیسے۔؟ بلیک زیرو نے کہا۔

ہم کوئی جانور شکار کر کے دریا میں ڈال دیتے ہیں۔

گڈ آئیڈیا۔ بلیک زیرو نے کہا اور وہ چاروں طرف نظر میں دوڑانے لگے انھیں کسی ایسے

جانور کی تلاش تھی جسے وہ مار کر دریا میں ڈال سکیں۔ جلد ہی ان کو ایک جھاڑی میں بیٹھا ہوا ایک قوی  
سور نظر آگیا۔

اسے فائٹر کر کے گرا لوں سر۔ موتو نے پوچھا۔

فلٹر کی آواز دور تک جلتے گی۔

وہ تو لازمی ہے سر۔

ٹھہرو۔ بلیک زیرو نے کہا پھر وہ گھوڑے سے اترا اور گام موتو کو تھما دی پھر اس نے جیب

سے سائیلنسر لگا ریا اور نکالا اور وہ بے قدموں آگے بڑھنے لگا ہر لمحہ خدشہ تھا کہ سور آہٹ سن کر بھاگ

نہ جاتے۔

یہ بھی امکان تھا کہ وہ اس پر حملہ کر دیتا مگر ایسی صورت بلیک زیرو کے حق میں جاتی تھی وہ ایسی

صورت میں آسانی سے اسے شکار بنا سکتا تھا اتنے قریب پہنچ کر کہ جہاں ریا اور کی گولہ کام کر سکتی بلیک زیرو

نے سور کے سر کا نشانہ لیا اور پے در پے دو فائر کئے۔ سور گولیاں کھا کر اچھلا اور زمین پر گر کر

ساکت ہو گیا اس کے بھیجے میں بہت چوڑا سوراخ بن گیا تھا جس سے خون ابل رہا تھا۔ ان دونوں نے

سور کو گھسٹا اور دریا کے کنارے لے آئے۔

پھر بلیک زیرو نے اپنے تھیلے سے لمبی سی نیلون کی ڈوری نکال کر سود کی کمر سے باندھی اور دونوں نے اسے پکڑ کر جھلایا اور دریا میں اچھال دیا سور بڑے زور سے پانی میں گراتھا۔ اس نے ڈوری پکڑ لی۔ چند لمحے سور پانی میں بہتا نظر آیا تھا پھر ایسا لگا جیسے دریا کے اس حصے میں طوفان آگیا ہو وہ موٹا تازہ سوزنگا ہوں سے اچھل ہو گیا۔

بلیک زیرو نے سور کے گرد سنیکڑوں چھوٹی بڑی مچلیوں کو دیکھا تھا پھر پانچ منٹ مشکل سے گزرے ہوں گے کہ سور سطح پر ابھرا آیا اور بلیک زیرو چونک پڑا اب ڈوری سے سور کی جگہ اس کا ڈھانچہ بندھا نظر آ رہا تھا۔

”کیا خیال ہے سر۔“ موتو نے پوچھا۔  
”تم نے ٹھیک کہا تھا۔“ بلیک زیرو نے پر تشویش لہجے میں کہا۔ اسے باہر نکال کر ڈوری کھول ڈالو۔“

”میرا ایک خیال ہے سر۔“ موتو نے کہا۔ اگر نقشے میں یہاں سے آگے لے جا کر دکھائی گئی ہے تو اس تک جانیکے لئے تعینی طور پر کوئی راستہ ضرور ہوگا۔“  
”مگر اسے تلاش کرنے کے لئے وقت کی ضرورت ہے۔“ بلیک زیرو نے کہا اور ہمارے پاس وقت ہی کی کمی ہے۔“

”ایسا کرتے ہیں یاں دریا کے کنارے کنارے چند میل تک چلتے ہیں اگر کوئی راستہ ہے تو وہ ضرور مل جاتے گا۔“

”مجبور رہے۔“ بلیک زیرو نے گھوڑے پر بیٹھتے ہوئے کہا اور ڈوری موتو کے ہاتھ سے لے کر دوبارہ تھیلے میں ڈال لی اور گھوڑے سے آگے بڑھ دیتے وہ ایک میل تک دریا کے ساتھ ساتھ چلتے

رہے مگمان کو راستہ نہیں ملا۔ دریا کا پاٹ کہیں ٹیڑھ سو گز سے بڑھ جاتا اور کہیں وہ سو گز تک رہ جاتا تھا۔

کیا خیال ہے۔۔ بلیک زیرونے ایک جگہ گھوڑا روکتے ہوئے پوچھا۔ کیا اس جگہ بھی وہ گوشت خور مچھلیاں ہوں گی۔؟

”یہ دریا ان سے بھرا پڑا ہے سر۔“

”آؤ واپس چلیں۔“ بلیک زیرونے کہا اس کا ذہن بڑی تیزی سے کام کر رہا تھا وہ یہ سوچ رہا تھا کہ آخر وہ کس طرح سے دریا پد کریں گے۔؟

”سر۔“ موتو نے کہا۔ سواتے ڈونگی بنانے کے اور کوئی چارہ نہیں ہے۔“

”اور ہمارے پاس اس کا وقت نہیں ہے۔“ بلیک زیرونے کہا۔

”موجودی ہے سر۔“ موتو نے کہا۔ اگر ہم ابھی سے کوشش کریں تو شام ہونے سے قبل ڈونگی

بن کر دریا پد کر سکتے ہیں۔“

”چلتے رہو۔“ بلیک زیرونے کہا۔

اس کا ذہن مسلسل اسی مسئلے پر غور کر رہا تھا وہ سوچ رہا تھا کہ نقتے میں جب دریا کے

دوسری جانب دس بارہ میل دور آبادی موجود ہے تو دریا پد کرنے کا کوئی ذریعہ بھی ضرور ہوگا۔ اب وہ

دریا کے دوسرے رخ پر آگے بڑھ کر دیکھنا چاہتا تھا ممکن تھا اس طرف کوئی راستہ ہوتا۔

”سر کیا اس راہ پر آگے بڑھیں گے۔؟“ موتو نے پوچھا۔

”ہاں بڑھنا ہی پڑے گا۔“ بلیک زیرونے کہا۔

”چلتے اس طرف بھی دیکھتے ہیں۔“ موتو نے کہا اور وہ دریا کے ساتھ ساتھ آگے بڑھنے

لگے اس سمت میں وہ بھی میل بھر بھی راستہ نہ ملے کہ پاتے ہوں گے کہ بلیک زیرونے چونک پڑا اس

لے جلدی سے گھوڑے کو ایڑ لگائی اور اس سمت بڑھنے لگا جس طرف کوئی لمبی سی گول ٹسے گھاس میں نظر آ رہی تھی۔

وہ مارا سر۔ یہ تو چلایا۔ یہ تو کوئی کشتی معلوم ہوتی ہے۔

ہاں کشتی ہے۔ بلیک زیرو نے کہا وہ اس تک پہنچ چکے تھے یہ ایک کافی بڑی اور مضبوط کشتی

تھی۔ اس کی بناوٹ اس قسم کی تھی کہ اس پر گھوڑوں سمیت سوار ہوا جاسکتا تھا۔ کشتی کے قریب ہی درجنوں بڑے بڑے چوریکھے ہوتے تھے۔

ان دونوں نے مل کر چپوؤں کی مدد سے کشتی سیدھی کی وہ چونکہ ڈھلوان پر رکھی ہوئی تھی اس لئے آسانی سے سیدھی ہو گئی ورنہ اسے سیدھا کرنے کے لئے کم از کم چھ سات آدمیوں کی ضرورت پڑتی۔

کشتی کی بناوٹ ظاہر کرتی تھی کہ وہ جنگلیوں کے ہاتھوں کا کارنامہ ہے کشتی کے پینڈے میں بہتے لگے ہوتے تھے تاکہ اسے دریا میں ڈالا جاسکے۔

سر سیدر حلقہ تو آسانی سے طے ہو گیا ہے۔

ہاں۔ یہ تو طے ہو گیا۔ بلیک زیرو نے کہا۔

مگر وہ سوچ رہا تھا کہ اس کے ساتھی تو دریا پار کر جاتیں گے مگر وہ کیسے دریا پار کرے گا۔؟ ظاہر ہے وہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ تو دریا پار کر نہیں سکتا تھا وہ سوچا رہا ذہن الجھا ہوا تھا آخر کافی سوچ بچار کے بعد ایک ترکیب اس کی ذہن میں آئی تھی۔

میں کشتی دریا میں ڈالنی پڑے گی۔

وہ کیوں سر۔؟

اس لئے کہ ایک مرتبہ ہمیں دریا پار جا کر واپس آنا ہوگا۔؟

میں سمجھا نہیں سہ۔

ہم پہلے ایک رسی اس درخت سے باندھیں گے۔ بلیک زیرو نے کہا پھر گھوڑوں سمیت دریا پار کریں گے دوسرے کنارے پر سامان اور گھوڑے چھوڑ کر اس طرف آنے سے پہلے رسی کا دوسرا سر دوسرے کنارے کے درخت سے باندھ دیں گے۔

سمجھ گیا سہ۔ موتو نے کہا۔ واپس آکر ہم کشتی یہاں چھوڑ دیں گے اور ڈوری پر ٹھک کر دوسرے کنارے پر پہنچ جائیں گے۔

گڈ آدمی ذہین ہو۔ بلیک زیرو نے تعریف کی

چلتے پھیر کام شروع کریں سہ۔ موتو نے کہا امدان دونوں نے کشتی کو دھکینا شروع کر دیا پھریوں کے باوجود بڑی دقت سے وہ اسے دریا میں اتارنے میں کامیاب ہوئے تھے اس میں بندھی ہوئی رسی انھوں نے کنارے کے ایک درخت سے باندھی اور گھوڑوں کو اس پر چڑھا دیا پھر بلیک زیرو نے تھیلے سے نیلون کی ڈوری نکال کر ایک درخت کے موٹے سے گدے سے باندھی اور کشتی میں بیٹھ کر کشتی والی ڈوری کھول دی اور چوپچلانے لگے کافی دشواری کے بعد جب وہ دوسرے کنارے پر پہنچے تو ان کے بازو دھسل ہو چکے تھے۔

موتو نے کنارے پر کود کر کشتی کی ڈوری ایک درخت سے باندھ دی تھی اور بلیک زیرو دوسری ڈوری جس پر انھیں ٹھک کر اس طرف آنا تھا درخت سے باندھنے لگا۔ ایک گھنٹے میں انھوں نے اپنا کام پورا کر لیا اب کشتی دوسرے کنارے پر بندھی ہوئی تھی اور وہ اس کے مخالف کنارے پر تھے۔

پھر وہ وہاں سے چل پیرے کچھ فاصلے پر انھیں ایک چھوٹی سی پہاڑی نظر آرہی تھی وہاں پہنچ کر انھوں نے گھوڑوں کو باندھ دیا اور ادھر چڑھنے لگے۔ اور پہنچ کر بلیک زیرو نے دو رہن



نکال لیا اور اس طرف دیکھنے لگا جس طرف اپنے ساتھیوں کو پہنچا رہا تھا۔ بہت دور وہ اپنے ساتھیوں کو دیکھ رہا تھا۔

وہ سب تو نظر نہیں آرہے تھے البتہ ان کے گھوڑے اور گھوڑوں کے گرد کھڑے ہوتے تین ساتھی نظر آرہے تھے ان میں ایک عمران تھا اسے اس نے لباس سے ہی پہچانا تھا اور رات آٹھ گھنٹے سے کسی کو شناخت کر لینا مشکل تھا۔

وہ دو رہین سے چاروں طرف کا جائزہ لینے لگا اسے جنگلی طوطوں کے غول کے غول نظر آرہے تھے۔ دفعتاً وہ چونک پڑا اسے اپنے ساتھیوں سے بہت دور ایک سیاہ سی لکیر نظر آرہی تھی یہ لکیر ایک سرے سے دوسرے سرے تک پھیلی ہوئی تھی اس نے دو رہین اس طرف منجمد کر دی وہ اس متحرک لکیر کو سمجھنا چاہ رہا تھا۔

پھر جب سمجھا تو اس کے رونگٹے کھڑے ہو گئے۔ وہ آدم خوروں کا گروہ تھا جو ایک لکیر ایک دیوار کی شکل میں اس کے ساتھیوں کی جانب بڑھ رہے تھے۔ بلیک زیرو نے موت کو گھوڑوں کے پاس جانے کا اشارہ کیا اور خود ڈرائیو ٹیڑھ ٹوٹنے لگا۔

درد سے کی واپسی، بلیک ہاوس، بلیک پاور اور مرڈر ایجنٹ  
کے بعد اسی سلسلے کا پانچواں ناول

# پیرمورڈ کی موت

بہت جلد شائع ہو رہا ہے

عقل منشی  
مذہب کا  
سینہ کا

کاش کہ میں اس کی کھال ساتھ لے جاسکتا۔ ”صفدر تنویر سے کہہ رہا تھا۔  
شکر کرو کہ جان ہی بچ گئی۔ ”تنویر نے کہا۔ ورنہ یہاں ان چلتیوں کی جگہ ہم لوگوں کی ہڈیاں  
بوٹیں بکھری ہوتی ہوتیں۔“

”یار یہاں کیسٹو واقعی بھوت ہی ہے۔“ خاور نے کہا۔  
”چالاک انسان ہے۔“ صفدر نے کہا۔ اور اگر وہ اتنی ذہانت کا مالک نہ ہوتا تو اسے اتنی اہم  
ذمے داری کیسے سونپ دی جاتی۔“

”مجھے ایک حماقت پر سننی آتی ہے۔“ خاور نے کہا۔  
”وہ کیا؟“ صفدر نے چائے کا گھونٹ بھرتے ہوئے کہا۔  
”ہم لوگ کتنے عرصے تک اس شک و شبہ میں مبتلا رہے ہیں کہ عمران ہی اکیسٹو ہے۔“  
خاور نے ہستے ہوتے کہا۔

ہاں یہ بات تو ہے۔۔ چوہان نے کہا۔

یار صفر اگر عمران صاحب کے چہرے پر محنتوں کا سایہ نہ ہوتا تو ہم یقینی طور پر ان کو ایکٹو تسلیم کر لیتے۔۔ صدیقی نے بھی خیال ظاہر کیا۔

ایکٹو اور عمران کی شخصیتوں میں جو تضاد ہے وہی ان دونوں کو الگ الگ کرتا ہے۔ صفر نے کہا اس کے علاوہ موجودہ ہم جیسے مواقعوں پر جب عین نازک وقت پر ایکٹو نمودار ہو کر ہمیں مصیبت سے نکال دیتا ہے تو اس کے الگ وجود کا یقین آ جاتا ہے۔۔

تم سب کچھ گئی کہو۔۔ جو یانے کہا۔ مگر میل دل کہتا ہے کہ ایکٹو اگر کوئی ہو سکتا ہے تو وہ صرف اور صرف عمران ہے۔۔

مگر جو یانے ہم بارہا ان دونوں کو الگ الگ شخصیتوں کے روپ میں دیکھ چکے ہیں۔۔ صفر نے کہا۔ اور چیتوں کو مارنے کا واقعہ ابھی تازہ ہے۔۔

یہی بات تو سمجھ میں نہیں آتی۔۔ جو یانے کہا۔

بس تو تسلیم کر لو کہ یہ دونوں الگ الگ ہیں۔۔

جب تک میں اس بات کو سمجھ نہیں لیتی ان دونوں کو الگ الگ سمجھنے پر مجبور ہوں۔۔ جو یانے کہا۔ مگر میں ایک دن ثابت کر دوں گی کہ عمران ہی ایکٹو ہے۔۔

یہ تمہاری غلط فہمی ہے جو یانے کہا۔ صفر نے کہا۔ عمران جیسے غیر ذمے دار افراد ایکٹو جیسی

زمین اصول پرست اور خطرناک شخصیت نہیں ہو سکتی۔۔

یہ تم کہہ رہے ہو صفر۔؟ جو یانے حیرت سے کہا۔ تم جو کہ عمران کے سب سے زیادہ

طرفدار اور مداح ہو اور اس کی ذہانت تسلیم کرتے ہو۔۔

ہاں جو یانے میں صمیم کہہ رہا ہوں۔ ہزار ہا موقعوں پر ہم نے ایکٹو اور عمران کو الگ وجود کی

حیثیت سے دیکھا ہے پھر وہ ایک کیسے ہو سکتے ہیں۔؟  
 ایک نہیں ہیں مسٹر مفدر۔، جو یانے کہا۔ مگر مجھے ایسا لگتا ہے کہ جو شخص ایکسٹو کی حیثیت  
 سے سائنس آتا ہے وہ ایکسٹو نہیں ہے۔

بھتی واہ اس سے اچھا لطیفہ آج تک نہیں سنا۔، خاوند نے کہا۔ یعنی جو ایکسٹو نظر آتا ہے  
 وہ ایکسٹو ہوتے ہوئے بھی نہیں ہے۔؟

تم لوگ کچھ بھی کہو۔، جو یانے حتمی لہجے میں کہا پھر چاتے کے برتن سمیٹتے ہوئے بولی۔ میں  
 کبھی عمران کے علاوہ کسی کو ایکسٹو تسلیم نہیں کر سکتی۔  
 کیوں مس جو یا۔؟ صدیقی نے پوچھا۔

بس دیر دل اندر سے یہی کہتا ہے۔، جو یانے کہا۔  
 دل کی باتوں کا کوئی اعتبار نہیں ہوتا مس جو یا۔، مفدر نے سمجھانے والے انداز میں  
 کہا۔ یقین کر واگر عمران ہی ایکسٹو ہوتا تو ہم لوگوں کی حیثیت ہی کچھ اور ہوتی۔  
 کیا ہوتی۔؟ جو یانے پوچھا۔

کوئی بھی کام سنجیدگی سے نہ ہوتا۔، تنویر نے کہا۔ ہر کام میں حماقتیں ہوتیں ہر قدم پر احمق  
 احکامات ملتے۔

ایک بات تباؤ تم لوگ۔؟ جو یانے کہا۔

وہ کیا بات ہے۔؟

عمران احمق ہے گا ورنہ سب ہی جانتے ہیں کہ اس سے حماقتیں ہر لمحہ ہر گھڑی سرزد

ہوتی رہتی ہیں۔، جو یانے کہا۔ مگر کوئی حماقت ایسی بتا دو جس کے پیچھے جس کی گہرائی میں کوئی

عقل مند نہ مقصد نہ ہو۔؟

یہ بات تو ہے۔۔ خادر نے کہا۔۔ عمران صاحب کی بعض حقیقتیں بڑے کار آمد اور ٹھوس نتائج سامنے لائی ہیں۔۔

مگر پھر بھی ہم اسے ایکسٹو تسلیم نہیں کر سکتے۔۔ تنویر نے غرا کر کہا وہ اس بات سے کھول رہا تھا کہ جو یا عمران کی حمایت میں کیوں بول رہی ہے۔۔

اب ایک بات آج ہی کہے لو۔۔ صدر یقی نے کہا۔ اگر ایکسٹو چیتوں کو ہلاک نہ کرتا تو جانتی ہو کیا ہوتا مس جو یا نا فطر والٹر۔؟

وہ مجھ پر حملہ کر دیتا۔۔ جو یا نے اطمینان سے کہا۔

ہاں اور ہم میں سے پتہ نہیں کتنے مارے جاتے۔۔ خادر بول پڑا۔

لیکن کیا عمران چیتوں کو روک سکتا تھا؟ تنویر نے حقارت سے کہا۔

ہاں عمران چیتوں کو ہلاک کر دیتا۔۔ صدر نے کہا۔ اگر ایکسٹو فائرنگ شروع نہ کر دیتا تو

اس وقت تک عمران صاحب فائرنگ کر دیتے۔۔

تو وہ خاموش کیوں رہا۔؟ تنویر نے پوچھا۔

محض پوزیشن لینے کے لئے۔۔ صدر نے کہا۔ میں نے دیکھا تھا کہ عمران صاحب جس جگہ کھڑے

تھے وہاں سے فائرنگ ہم لوگوں کو نقصان پہنچا سکتی تھی اسی لئے وہ ایک درخت کی جانب کھسک

رہے تھے تاکہ وہاں سے فائرنگ کر سکیں۔۔

چاہے اس دوران وہ ہم پر حملہ کر دیتا۔؟ تنویر نے طنز کیا۔

نہیں اگر تم لوگ حرکت نہیں کرتے تو چیتا تم میں سے کسی پر حملہ نہیں کرتا۔۔ جوزف نے

بتایا۔ جنگلی چیتے کی یہی خاصیت ہے۔۔

کیا مطلب۔؟ جو یا نے چونکر پوچھا۔

ہاں سی۔ جو زلف نے کہا۔ اگر آپ لوگ حرکت نہ کرتے تو وہ چیتوں کی جوڑی آپ کو سونگھتی اور چلی جاتی۔

ناممکن بات ہے۔ تنویر ٹبر ٹبر آیا۔

مسٹر تنویر یہ دیر جھگڑا ہے میں یہاں کے درندوں پرندوں سب کی عادت سے واقف ہوں چیتا وہ جانور ہے جو شکار کھانے سے زیادہ شکار کرنے میں لطف لیتا ہے۔

کیا واقعی ایسا ہوتا ہے؟ خاور نے پوچھا۔

ہاں مسٹر خاور چیتا شکار کو دوڑا کر اس سے چوہے بلی کا کھیل کھیل کر خوش ہوتا ہے اسی لئے اس نے ہمیں حرکت نہ کرنے کے لئے کہا تھا۔

تمہارا مطلب یہ ہے کہ اگر ہم حرکت نہیں کرتے تو دونوں چیتے ہمارے قریب سے نکل جاتے۔؟ صفدر نے پوچھا۔

جی ہاں دیر مطلب یہی ہے مسٹر صفدر۔ جو زلف نے کہا۔ یہاں شیر بھی اس وقت تک کسی انسان کو نہیں ستاتا جب تک اسے چھڑانہ جاتے۔ اور وہ آدم خور شیروں والی کہانیاں کیا چھوٹی ہیں۔؟ تنویر نے بلر سامنے بٹاتے ہوئے کہا۔

سو میں سے ایک آدم شیر آدم خود بن جاتا ہے مسٹر تنویر۔ جو زلف غرا کر بولا۔ ورنہ جو کہانیاں شکاری بیان کرتے ہیں وہ محض افسانہ ہوتی ہیں۔ اسے یہ کہاں کی بحث لے بیٹھے ہو۔ صفدر نے کہا۔

پھر کیا کریں۔؟ تنویر نے پوچھا۔

ہات اکیسٹو کی ہو رہی تھی۔ صفدر نے کہا۔

۔ وہ توفیصلہ ہو گیا۔ ”صدیقی نے جویا کو دیکھتے ہوئے کہا۔

۔ وہ کیا۔ ؟ تمہانی نے پوچھا۔

یہی کہ ایکسٹوا ایکسٹونہیں ہے بلکہ عمران ایکسٹو ہے۔ ”صدیقی نے کہا اس کے ہونٹوں پر مسکراہٹ  
کھیل رہی تھی جویا چونک پڑی۔

تم لوگ نہ مانو مگر ایک دن ایسا آئے گا کہ میں اسے ثابت کر دوں گی کہ ایکسٹو عمران ہے یا کوئی اور۔  
جویا نے کہا اور برتن اٹھا کر تیزی سے چلی گئی اس نے تمام برتنوں کو تھیلے میں پیک کر کے گھوڑے کی زین  
سے لٹکادیا تھا۔

تمہارا کیا خیال ہے جوزف۔ ”صفدر نے جوزف سے پوچھا۔

مگر پھر وہ چونک پڑے جوزف اس طرح سو گھ رہا تھا جیسے کسی خاص بو کو محسوس کرنا چاہتا  
ہو پھر وہ زمین پر لیٹا اور کان زمین سے چپکادیتے

۔ ”لو اب اسے الہام ہونیوالا ہے۔“ ”تویر نے جوزف کا منہ کھٹکھٹا کر اڑانا چاہا۔

کوئی خاص بات معلوم ہوتی ہے۔ ”خاور نے کہا۔

۔ یقیناً۔ ”صفدر نے کہا۔ کیا بات ہے جوزف۔ ؟

یہ زمین کے اندر رہنے والوں کی باتیں سننے کی کوشش کر رہا ہے مگر صفدر۔ ”تویر نے

جوزف کا منہ کھٹکھٹا دیا۔

خاموش رہو یا۔ ”صفدر نے تویر کو جھڑک دیا وہ جوزف کی صلاحیتوں سے واقف تھا

اس لئے تشویش میں مبتلا ہو گیا تھا۔

کیا بات ہے جوزف۔ ؟ دفعتاً عمران کی آواز سن کر جوزف زمین سے اٹھ کھڑا ہوا اس کا

پہرہ جوش سے سرخ ہو رہا تھا۔



جلدی کرو باس۔ اس نے میانی لمبے میں کہا۔ یا تو بھاگ لو ورنہ مورچہ بندی کر لو۔  
مگر ہوا کیسا ہے۔ عمران نے پوچھا۔ کوئی بلا ولا کر ہی ہے کیا۔؟

لو باس وہ اگر ہے ہیں ہزاروں

کون تیرے سسرالی۔؟

باس آدم خوروں کا گروہ ہماری طرف آ رہا ہے۔ جوزف نے بتا دیا۔

ابے تجھے اہام ہو گیا ہے کیا۔؟ عمران نے پوچھا۔

اس کا دماغ پھر گیا ہے۔ تنویر نے ٹکڑا لگایا۔

تم احمق ہو مسٹر تنویر۔ جوزف نے غرا کر کہا۔ ابھی دس منٹ میں تم دیکھ لینا کہ وہ آدم  
خور یہاں تمہارے سر پر ہوں گے۔

ابے وہ آکس طرف سے رہے ہیں۔؟

ہر طرف سے باس۔

پاگل ہو گیا ہے کیا۔؟ عمران نے کہا۔

باس وہ اس طرف سے اس طرف تک آ رہے ہیں۔ جوزف نے ایک طرف سے دوسری طرف

انگی سے پون دائرہ بناتے ہوئے کہا۔

اور اس طرف سے کیوں نہیں آ رہے۔؟ عمران نے تین چوتھائی رہ جانے والی خلا کی جانب

اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

باس اس طرف سے ہوا کیلی ہے۔ جوزف نے کہا۔

پاگل ہو گیا ہے۔ تنویر نے پھر لقمہ دیا۔ ہوا بھی کہیں کیلی ہوئی ہے۔

مین اس کا گلا گھونٹ دوں گا باس۔ جوزف نے غرا کر کہا۔ ورنہ تنویر صاحب کو

ابو شہنے کے لئے کہو۔۔

تو آگے بول راہ میں بھوکنے والوں کی پرواہ مت کر۔۔

کیا۔ کیا۔؟ تنویر آپ سے باہر ہوتے ہوئے بولا۔ تم مجھے کتابنا رہے ہو۔؟  
وقت بے وقت بولنے والوں کو اور کیا کہا جاتے گا۔۔ عمران نے حقارت سے کہا۔  
میں گولی مار دوں گا۔۔ تنویر نے ریوالت کا لٹا چاہا مگر صندوق نے پکڑ لیا۔

ہاں تو بول کیا کہہ رہا تھا۔؟ عمران نے جوزف سے پوچھا۔

باس اس طرف کی گیلی ہوا بتا رہی ہے کہ اس سمت کوئی دریا ہے اسی لئے وہ اس طرف

سے نہیں آکر ہے ورنہ انہوں نے ہمیں گھیر لیا ہے۔۔

وہ ابھی کتنی دور ہیں۔؟

پانچ چھ منٹ ان کو یہاں پہنچنے میں لگیں گے باس۔۔

چلو سوار ہو جاؤ۔۔ عمران نے ان لوگوں کو اشارہ کیا۔

اس جنگلی کے کہنے پر ہم احمق نہیں بن سکتے۔۔ تنویر غرا کر بولا۔

نہیں بن سکتے تو یہاں ہی رہ جاؤ۔۔ عمران سر دھجے میں بولا۔

ہم اس جنگلی کی طرف ذاری کر رہے ہو۔۔ تنویر جھلا کر بولا۔

یہ اس وقت تم سے کہیں زیادہ سمجھدار ہے۔۔ عمران نے کہا۔ ہم سب سے زیادہ جنگل

کا زبان سمجھتا ہے سمجھے۔۔

ہو نہ۔۔ تنویر غرا کر رہ گیا ٹھیک اسی لمحے عمران نے محسوس کیا جیسے ٹرانسمیٹر پر بیک

اسے پکار رہا ہے اس نے ٹرانسمیٹر نکال لیا اور بولا۔

سین سر۔ عمران اسپیکنگ۔۔

اکیٹو۔ دوسری طرف سے طاہر نے اکیٹو کے مخصوص لہجے میں کہا وہ سمجھ گیا تھا کہ عمران اس وقت اپنے ساتھیوں کے ساتھ ہے۔

بیس سر۔

تم لوگ فوری طور پر دریا کی طرف روانہ ہو جاؤ۔ اکیٹو کی آواز آئی۔  
مگر جناب یہ تنویر آرام کرنا چاہتا ہے۔

اگر اسے اپنی جان پیدری نہیں ہے تو اسے یہاں چھوڑ دیا جائے۔

کوئی خطرہ ہے سر۔؟

آدم خوروں کے گروہ نے تم کو تین جانب سے گھیر لیا ہے۔

اودہ جوزف صحیح کہہ رہا تھا۔

کیا کہا ہے اس نے۔؟

جو آپ کہہ رہے ہیں۔ عمران نے جوزف کی اطلاع دوہرائی۔

ہاں جوزف نے بالکل صحیح کہا ہے۔

مگر دریا کیسے عبور کیا جائے گا۔؟ عمران نے پوچھا۔ یہاں پانی کا بہاؤ بہت تیز ہوتا

ہے شاید ہی ہم تیر سکیں۔

پانی میں قدم بھرت رکھنا۔ اکیٹو کی آواز آئی۔ یہاں کے دریا گوشت خور مچھلیوں

اور مکر مچھلیوں سے بھرے پیرے ہیں۔

پھر جناب ہم لوگ کیسے دیا پار کریں گے۔؟

وہاں درخت سے ایک کشتی بندھی ہوتی ہے تم لوگ گھوڑوں سمیت اس میں سوار

ہو کر دوسرے کنارے پہنچ جاؤ۔

یس سر۔۔ عمران نے جلدی سے کہا۔

ایک بات اور ہے جناب۔۔ دفعتاً جویہا نے درمیان میں دخل دیا

۔ وہ کیا جویانا۔؟

آپ اس وقت کہاں ہیں جناب۔؟

اودہ ہو میری فکر مت کرو۔۔ ایکسٹون نے ہنستے ہنستے کہا۔ میں بہت دیر پہلے دریا پار کر چکا

ہوں ورنہ تمہارے لئے کشتی کیسے دہیا کرتا۔؟

اودہ ہو۔۔ جویہا کے منہ سے نکلا۔

اب تم لوگ جلدی کرو۔۔

ہم کس طرف سفر کریں جناب۔۔ عمران نے پوچھا۔

سیدھے چلے آؤ میں تمہیں دیکھ رہا ہوں گا ٹیکرے تار ہوں گا۔۔

بہتر جناب۔۔

ٹرانسپیر آن ہی رکھنا۔۔ ایکسٹون کی آواز آنی بند ہو گئی۔

اب کیا کہتے ہو۔؟ عمران نے تنویر سے پوچھا۔

کچھ کہنے کے لئے رہا بھی کیا ہے۔۔ خاور نے کہا اور وہ گھوڑوں پر سوار ہونے لگے۔

جوزف نے جویہا کو سوار ہونے میں مدد دی تھی پھر وہ دریا کی سمت گھوڑے دوڑانے لگے رفتار خاصی تیز رکھی تھی۔

یاد یہ جوزف واقعی جنگل کی زبان سمجھتا ہے۔۔ خاور صفر سے کہہ رہا تھا وہ سب

بلا بلا برے سفر کر رہے تھے۔

ہاں۔۔ صفر نے کہا۔ یہ تنویر کی غلطی تھی جو اس نے جوزف کا مفہم اڑایا تھا۔

میں تو ہر بات غلط کرتا ہوں مگر صفر۔۔ تنویر نے ہر سامنے بنا کر کہا۔ اور وہ ہنس

پڑے۔

اب یہی دیکھو۔۔ صفر نے کہا۔ تم تسلیم نہیں کر رہے تھے مگر ایکسٹون نے بھی وہی اطلاع دینا جو جوزف نے دی تھی۔

چلیے مان لیا۔۔ تنویر نے بالآخر ہتھیار ڈال دیتے۔

ایکسٹون نے کشتی کہاں سے حاصل کی ہوگی۔؟ خاور نے کہا۔

کہیں سے تو حاصل کی ہی ہوگی۔۔ صفر نے کہا۔ صرف یہ دیکھو کہ وہ ہمارے لئے

کتنی آسانیاں فراہم کر رہا ہے۔۔

یار یہ ایکسٹون کوئی جادوگر تو نہیں ہے۔۔ نعمانی نے پوچھا۔

ہے تو حد درجے پر اسرار۔۔ خاور نے کہا۔ مگر ہم اسے جادو نہیں کہہ سکتے۔۔

ظاہر ہے اگر جادو ہوتا تو اسے ہماری ضرورت کیوں ہوتی۔۔ صفر نے کہا وہ ہرگز کے

مجرم یا مجرموں کو جادو سے پکڑے بلواتا۔۔

یہ مان لو کہ ہمارا چیف دنیا کا سب سے نرالا چیف ہے۔۔ صدیقی نے کہا۔

اسی لئے دنیا کی حکومتیں اس کی شخصیت جاننے کے لئے بے تاب رہتی ہیں۔۔ صفر نے کہا۔

اور وہ دارالحکومت آکر مارے جاتے ہیں۔۔

کون۔؟ صدیقی نے صفر کا جملہ پکڑتے ہوئے کہا۔ حکومتیں۔؟

میلر مطلب جاسوسوں سے تھا۔۔

ہاں ہمارے ملک میں جتنے غیر ملکی جاسوس پکڑے گئے ہیں شاید ہی کہیں اور پکڑے اور

مارے گئے ہوں گے۔۔

”صرف ایکسٹو کے دم سے۔“ نعمانی نے کہا۔

”یار میل ٹونیو سے ہمارے علاوہ بھی تو کچھ پارٹیاں اسی چیز کی تلاش میں چلی تھیں۔ صدیقی نے کہا۔ جس کی تلاش ہمیں ہے۔“

”ہاں پھر؟“

صفدر نے پوچھا۔

”وہ کہاں رہ گئیں؟“

”ایک کو تو اسی راستے پر جس پر ہم چل رہے ہیں بھیریتے چٹ کر گتے ہیں۔“ صفدر نے بتایا۔

بقیہ کا پتہ نہیں۔“

”تمہیں کیسے پتہ کہ ایک پارٹی کو بھیریتے کھا گتے ہیں؟“

خاور نے پوچھا۔

”عمران صاحب نے بتایا تھا اور عمران صاحب کو مومی نے۔“

”مومی کو کیسے پتہ لگا؟“

تنویر نے پوچھا۔

”وہ ان کے پیچھے لگا ہوا تھا۔“ صفدر نے کہا اور ٹھیک اسی لمحے وہ چونک پڑے۔ گھاس کے ٹبرے ٹبرے پودوں سے نکلتے ہی وہ دریا کے سامنے پہنچ گئے تھے اور سامنے ہی ایک کشتی بند نظر آ رہی تھی۔

انہوں نے گھوڑوں سے اتر کر لگا میں پکڑیں اور کشتی میں سوار ہونے لگے۔ جب وہ رسی کھول رہے تھے تو آدم خوروں کا پہلا گروہ یا پہلی قطار ان کے سامنے آئی تھی وہ گھوڑوں پر سوار تھے۔

ان کے ہاتھوں میں کمانیں تھیں جن میں تیر چڑھے ہوتے تھے پھر سینکڑوں تیر کمانوں سے نکلے اور دیارِ مکہ پر فزاکرتے ہوئے ان کی طرف آنے لگے۔ زہریا بکھے ہوئے لمبے لمبے تیر جو موت کے ہر کا سے تھے۔

فیصل آباد  
مذہب آباد  
سیف الملوک عباسی



تیروں کی پہلی باڑھان کی کشتی سے بہت پہلے ہی گری پڑی وہ بہت دور تھے اس لئے تیرن تک نہیں پہنچ سکے تھے انھوں نے بڑی تیزی سے کشتی کھینی شروع کر دی گھوڑوں کو کشتی میں موجود ان بلیوں سے باندھ دیا گیا تھا جو کشتی کی تیاری میں کام آئیں تھیں۔ تیروں کی دوسری باڑھان کی کشتی کے باسکل قریب ہی گری تھی۔

جلدی ہاتھ چلاؤ۔۔۔ عمران دوسرے چلایا تھا اور ان لوگوں نے رفتار تیز کر دی تھی مگر چونکہ اب کشتی پر وزن زیادہ تھا اس لئے وہ بھاری ہو گئی تھی۔

باس وہ بہت قریب آگئے ہیں۔۔۔ جوزف نے چلا کر عمران سے کہا۔

پرواہ مت کر چپو چلاتے جا۔۔۔ عمران چلا کر بولا۔

عمران صاحب اس بار ان کے تیر کشتی ہی میں آئیں گے۔۔۔ مندر نے جو کہ عمران کے برابر ہی

بٹھا چپو چلا رہا تھا بول پڑا۔

”اور تیری سے ہاتھ چلاؤ۔“ عمران کا ایک ہی جواب دہکا۔ آدم خور جنگلی گھوڑے دوڑاتے ہوئے  
اب کنارے پر نہینے والے تھے وہ بڑی بری طرح سے چیخ رہے تھے چلا رہے تھے ان کی آنکھوں میں خون اتر  
ہوا تھا مختلف رنگوں سے مزین ان کے چہرے بڑے بھیا نک لگ رہے تھے۔  
”باس وہ جنگلی نعرے لگا رہے ہیں۔“ جوزف غرایا۔

”تو چھو چلا مارہ۔“ عمران نے سرد لہجے میں کہا۔  
”نوباس مجھے ان کے نعرے کا جواب دینا ہے۔“ جوزف نے ایک عجیب سی بحالی کیفیت میں کہا  
اس کے انداز سے ایسا لگا رہا تھا جیسے وہ چیو چیوڑ کر اٹھنے والا ہے۔  
”اگر تو اٹھا تو میں تجھے ڈس ڈس کر دوں گا۔“ عمران کا لہجہ بے حد خوفناک تھا جوزف ہی نہیں  
اس کے دوسرے ماتحت بھی جھرجھری مکر رہ گئے۔

”باس وہ للکار رہے ہیں۔“ جوزف جوش سے بولا۔  
”لکار نے دے۔“ عمران سرد لہجے میں بولا۔ کتوں کے بھونکنے سے مسافر پر کیا اثر ہوتا ہے؟  
”اوہ باسیہ جنگل کے اصول کے خلاف ہے۔“ جوزف غرا کر بولا۔ مجھے ان کے نعروں کا  
جواب دینا ہی پڑے گا۔“

”اگر تو اس جنگل میں سرکنڈوں کی رحوں کا شکار بننا چاہتا ہے تو جو چاہے کر۔“ عمران نے  
اسی لہجے میں کہا۔ میں تجھے گولی مار دیتا ہوں۔“  
”باس۔ باس۔“ جوزف غرا کر رہ گیا۔

”نہیں بحث کر مجھ سے۔“ عمران نے کہا۔ اگر سرکنڈوں کی رحوں کو تیرے گرد نہ جمع کیا تو  
مہم عمران نہیں کا لرن کر دیتو۔“

”بچتے عمران صاحب۔ یک بیک خاور چلا یا عمران نے سامنے کی جانب دیکھا اب آدم خور جنگلی

کنارے پر پہنچ چکے تھے اور کمانوں میں تیر چٹھار ہے تھے مہر سنیکڑوں تیر سنسناتے ہوتے ان کے سروں پر سے گزرے چلے گئے۔

کہیں وہ تیر کر دریا نہ عبور کرنے لگیں۔ "صنذر نے اندیشہ ظاہر کیا۔

"یہ تو اور بھی اچھا ہوگا۔" عمران چہکایک بیک اس کا موڈ بدل گیا تھا۔

کیا اچھا ہوگا؟ پیچھے سے تنویر کی آواز آئی۔

یہی کہ وہ تیر کر دریا عبور کرنے لگیں۔ "عمران نے کہا۔

"عمران صاحب دریا کا پاٹ ڈیڑھ سو گز کے لگ بھگ چوڑا ہے۔" صنذر نے کہا۔ وہ لوگ

آسانی سے تیر کر اسے عبور کر سکتے ہیں۔"

پھر کیوں نہیں تیرتے؟ عمران نے پوچھا۔ ٹھیک اسی لمحے تیروں کی باڑھ ان کی طرف آئی تھی کچھ

تیرکشی میں گرے مگر ان میں سے کسی کو گزند نہیں پہنچی۔

"اس بار باڑھ آئی تو مار سے جاتیں گے۔" خاور چلایا۔

"پرواہ مت کرو۔" عمران نے کہا۔ یہاں روتے والے بھی نہیں ملیں گے پیارے۔"

عمران صاحب آپ بڑی بے دردی کی باتیں کر رہے ہیں۔ "صدیقی نے کہا۔

بمیر در دو مہرے عرصہ ہو گیا ہے پیارے صدیقی۔ "عمران نے کہا۔ لہذا یہ بے چارے

سوائے آدمیوں کو کھالے کے اور کچھ نہیں جانتے۔"

کیا بات نبی؟ صدیقی نے حیرت سے پوچھا۔

نہیں نبی نامیں پہلے ہی جانتا تھا۔ "عمران نے کہا۔ ٹھیک اسی لمحے کنارے کی طرف سے بیک وقت

دواٹین گنیں گرجنے لگیں۔ بیک وقت درجنوں گھوڑے نہنناتے اور بہت سے آدم خور اچھل

اچھل کر پانی میں گرے تھے اسٹین گن کے پہلے ہی راؤنڈ نے درجنوں جنگلیوں کو زمین بوس کر دیا

تھا جب تک وہ سنبھلتے دوسرا ڈنڈ چلا یا گیا۔ کچھ اور گرسے اور بقیہ نے گھوڑے موڑ دیئے۔  
 ہرے۔۔ خاور زور سے چلایا۔

ایکسٹوزندہ باد۔۔ صدیقی کب پھپھے رہتا۔۔

لا حول ولا قوۃ۔۔ عمران نے کہا۔

کیا ہوا عمران صاحب۔؟ نعمانی نے پوچھا۔

اے اتنا کام تو میں بھی کر سکتا تھا۔

کیسا کام۔؟ نعمانی کچھ نہیں سمجھتا تھا۔

یہی جنگیوں پر فائزنگ کرنے کا۔

اوہ سمجھا۔ نعمانی نے کہا۔ آپ کو ایکسٹو کی تعریف بری لگی ہے۔

مجھے کیوں بری لگتی؟ عمران برا مان جانے والے لہجے میں بولا۔ میں کوئی وہ ہوں۔ یعنی کہ اس کی

ممنوعہ... نہیں... محبوبہ... وہ کیا کہتے ہیں یا اسے۔؟

محبوبہ۔۔ نعمانی نے کہا۔

ہاں محبوبہ۔ خدا بھلا کرے تمہارا۔ اے وہ کوئی میری محبوبہ ہے جو میں بلرمانوں گا۔

لیجئے وہ پھر آرہے ہیں۔۔ صفر نے دوسرے کنارے کی جانب توجہ دلائی۔

آنے دو اب ہم کنارے پر پہنچنے والے ہیں۔ عمران نے کہا تھا۔

دیکھا۔۔ چوہان جو بیا سے کہہ رہا تھا۔ ایکسٹو ہر جگہ ہم سے پہلے موجود ہے۔

ہاں۔۔ جو بیا نے اثبات میں سر ہلایا۔ مگر میں کچھ اور سوچ رہی ہوں۔

وہ کیا۔؟ چوہان نے پوچھا۔

یہاں کہ یہاں صرف ایک کشتی ہے جس میں ہم سفر کر رہے ہیں۔

ہاں پھر؟

تب ایکسٹونے دریا کیسے پار کیا ہوگا؟

نہیں ہے تیر کر دریا پار کیا ہو۔

نہیں۔ جویمانے کہا۔ ایکسٹونے دریا تیر کر پار نہیں کر سکتا۔

وہ کیوں بس جویا۔؟ چوہان نے پوچھا۔

اس لئے کہ پانی کا بہاؤ بہت تیز ہے۔ جویمانے کہا۔ اس قدر تیز بہاؤ میں تیرنا آسان نہیں

ہوگا۔ تنکے کی طرح آدمی کو بہا لے جاتے گا۔

یہ بات تو ہے۔ چوہان کی سمجھ میں بات آگئی تھی۔

اب یہی دیکھو۔ جویمانے کہا۔ دور تک کوئی کشتی ہے نہ دریا پار کرنے کا کوئی اور راستہ

اس کے باوجود وہ کنارے پر آچکا ہے۔

اس کے ساتھ کوئی اور بھی موجود ہے۔

ہاں۔ جویمانے چوہان کی بات کی تصدیق کی۔ دوطرف سے فائرنگ کی گئی تھی اس کا یہی

مطلب ہو سکتا ہے کہ ایکسٹونے اکیلا نہیں ہے۔

دوسرا کون ہو سکتا ہے۔؟ چوہان نے کہا۔

ہم میں سے کوئی نہیں ہے۔

احتمال بات ہے۔ چوہان نے کہا۔ جب ہماری تعداد پوری ہے تو کسی کا ایکسٹونے

ساتھ ہونے کا کیا سوال؟

بس یہی باتیں اسے پراسرار بنا دیتی ہیں چوہان۔ جویمانے کہا اس کا لہجہ خواب گوں تھا

جیسے وہ ہاگتے میں خواب دیکھ رہی ہو اس وقت وہ ذہنی طور پر کشتی میں موجود نظر نہیں

آ رہی تھی۔

اس میں پر اسرار پن تو کوئی نہیں ہے۔ تنویر نے کہا۔  
 پھر تمہی بتاؤ ایکسٹونے دریا کیسے پار کیا ہوگا۔؟ جو لیا تنویر سے پوچھ بیٹھی وہ اس سے  
 آگے بیٹھا چوچلا رہا تھا۔

تیر کر پار کیا ہوگا اور کس طرح کر سکتا ہے۔؟ تنویر کا جواب تھا۔  
 نہیں تیر کر پار نہیں کیا ہوگا۔ جو لینے کہا۔ کیا تم پانی کا پابہاڑی نہیں دیکھ رہے۔؟  
 پھر وہ پسند سے کی طرح اڑ کر اس طرف آگیا ہوگا۔ تنویر نے جل کر کہا اور چوہاں و صدیقی  
 ہنس پڑے۔

یہی ایکسٹون کی ذہانت ہے تنویر۔ صدیقی نے کہا۔ اب گھنٹوں اس پر سوچتے رہیں کہ اس  
 نے دریا کیسے پار کیا ہوگا۔

میں پوچھتا ہوں کیا اس دھارے میں تیل نہیں جاسکتا۔؟ تنویر نے جھلا کر پوچھا۔  
 بہت مشکل ہے۔ خاور نے کہا ٹھیک اسی لمحے کشتی کو دھچکا لگا تھا وہ کنارے پر پہنچ  
 چکے تھے لیکن ابھی خشکی کچھ دور تھی۔

اے خاور۔ عمران نے خاور سے کہا۔ چلو تم نیچے اتر دو رتم بھی۔ اشارہ صفد  
 کی جانب تھا وہ دونوں چوچھوڑ کر اٹھ گئے۔

عمران۔ دفعتاً اُن کتے ہوسے ٹرینمیر سے ایکسٹون کی آواز آئی۔

یس سر۔ عمران نے ٹرینمیر جیب سے نکالنے کے بعد کہا۔

کیا تم کسی کو پانی میں اتارنا چاہ رہے ہو۔؟  
 جی ہاں خاور اور صفد کو تاکہ وہ کشتی کو کنارے پر کھینچ سکیں۔

پانی میں گوشت خور مچھلیاں ہیں۔۔ ایکسٹو کی آواز آئی۔

اودہ ہو۔۔ عمران کے منہ سے نکل گیا۔

ذرا محنت کر دو کشتی اور آگے لادو پھر اس طرح کو دو کر کم سے کم پانی ہو وہاں سے پھرتی سے

کنارے پر پہنچ جلاؤ۔۔

ٹھیک ہے جناب۔۔ عمران نے کہا اور ٹرانسمیٹر جیب میں رکھ لیا۔

دیکھا جو بیا کہہ رہی تھی۔ دریا میں گوشت خور مچھلیاں ہیں اب بتاؤ ایکسٹو نے کس طرح

دریا پار کیا ہوگا۔؟

حیرت انگیز ہے۔۔ خلدیہ کا جواب تھا۔

اب تو یہی کہا جاسکتا ہے کہ ایکسٹو نے ار کر دریا پار کیا ہے۔۔

اتنے لوگ کیا بحث نے بیٹھے چلو چو چلاؤ۔۔ عمران نے کہا اور وہ لوگ ایک مرتبہ پھر چو

چلاتے لگے۔

دوسرے کنارے پر قطار در قطار ایک سرے سے دوسرے سرے تک آدم خور گھوڑوں

پر سوار کھڑے غصے اور کینہ توزی سے ان کو گھور رہے تھے۔ تھوڑی سی محنت کے بعد وہ

کنارے کے اتنے قریب ہو گئے کہ وہاں سے کو دکر گوشت خور مچھلیوں کا شکار بنے بغیر

خشکی پر پہنچ جاتیں۔

چلو صفدہ فاو تم لوگ استرا و اور کشتی کا رسا ساتھ لے لو۔۔ عمران نے کہا اور وہ

دونوں کشتی میں بندھا ہوا رسا لیکر پانی میں کود پڑے پھر بڑی تیزی سے وہ کنارے پر پہنچے تھے۔

انہوں نے رسا ایک درخت کے تنے کے گرد ڈالا اور کھینچنے لگے۔ کشتی آہستہ آہستہ خشکی پر

اُٹھ آئی انہوں نے رسا اسی درخت کے گرد لپیٹ کر باندھ دیا عمران سب سے آخر میں کشتی



سے اتر تھا۔

اب کشتی کو خشکی پر پوری طرح کھینچ لادو۔۔۔ عمران نے ان سب سے کہا۔

کیوں۔۔۔ تنویر نے غرا کر پوچھا۔ پانی میں رہنے میں کیا ہرج ہے۔؟

بہت بڑا حرج ہے مائی ڈیئر سر دیں۔۔۔ عمران نے تنویر کی مٹھا پلید کرتے ہلاتے کہا۔

وہ عمران صاحب کشتی میں تو پھینٹے بھی لگے ہوتے ہیں۔۔۔ صفدر نے جلدی سے کہا۔ اسے

ٹڈہ سو کہ کہیں عمران اور تنویر پھر نہ الجھ پڑیں۔

چلو جلدی کرو کشتی کنارے پر لے آؤ۔۔۔ عمران نے کہا۔ ایسا نہ ہو کہ وہ لوگ کسی اور

جگہ سے دیر یا پار کر کے اس طرف آجائیں۔۔۔

باس اگر دوسرا کوئی راستہ ہوتا تو یہ اس طرف نہ کھڑے رہتے۔۔۔ جوزف نے دوسرے

کنارے پر کھڑے ہوتے آدم خوروں کی طرف اشارہ کرتے ہوتے کہا۔

تو بھی جا۔۔۔ عمران نے صفدر خاور وغیرہ کو کشتی کھینچتے دیکھ کر کہا۔ کشتی خشکی پر لاد کر اسے

درخت سے باندھنے میں مدد کران کی۔۔۔

اچھا باس۔۔۔ جوزف نے کہا اور صفدر کی طرف بڑھ گیا عمران نے جیب سے نقشہ نکال

لیا تھا اور اسے بغور دیکھ رہا تھا دس منٹ تک وہ کبھی نقشے کو اور کبھی اس پاس کے ماحول کو دیکھتا

رہا تھا پھر اس نے نقشہ تہہ کے جیب میں رکھ لیا۔

کیا ہم منزل پر پہنچ گئے۔؟ جو یانے قریب آکر پوچھا۔

نہیں ابھی آگے جانا ہے شاید دو گھنٹے کا سفر ہے اس کے بعد منزل پر ہوں گے۔۔۔

عمران کہیں ایسا تو نہیں ہے کہ ہم راستہ بھول گئے ہوں۔۔۔ جو یانے کہا۔ اور غلط سمت

میں نکل آتے ہوں۔۔۔؟

نہیں اب تک ہم صبح آرہے ہیں۔۔ عمان نے چاروں طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ آگے ہمیں ایک بستی ملنی چاہیے ویران بستی۔۔

کیا مطلب۔؟ جو یا چونکی۔

وہ بستی اب ویران ہے اس کے مکین کہیں اور جا چکے ہیں۔۔

وہ بستی کیوں چھوڑ گئے۔؟ جو یا نے پوچھا۔

بستی کے گرد سرخ چیونٹوں نے گھر بنائے تھے۔۔

سرخ چیونٹے۔۔ جو یا نے دوہرایا۔ میں سمجھی نہیں۔۔

گوشت خور ہوتے ہیں زمین پر دس منٹ کے لئے لیٹ جاؤ پھر تمہیں زندگی بھر وہاں

سے اٹھنا نصیب نہ ہوگا۔۔

اؤ۔۔ اتنے خطرناک ہیں وہ چیونٹے۔۔ جو یا نے حیرت سے کہا۔

ہاں چلو اب گھوڑے پر سوار ہو جاؤ۔۔ عمان نے کہا اور اپنا گھوڑا کھول کر وہ سوار

ہو گیا اپنے منٹ بعد وہ سب ایک بار پھر گھوڑوں پر سفر کر رہے تھے۔ جوں جوں سورج بلند ہو رہا تھا گرمی کی شدت بڑھتی جا رہی تھی۔

یہ ان کی خوش قسمتی تھی کہ وہ جس راستے پر محو سفر تھے وہ درختوں سے گھرا ہوا تھا اور

کہیں کہیں دھوپ نظر آرہی تھی ورنہ ان کا سفر ناممکن ہو جاتا۔ وقت تیزی سے گزر رہا تھا۔

عمان کبھی کبھی دو بہن سے چاروں طرف کا جائزہ لے لیتا تھا ویسے اسے امید تھی کہ بلیک زیرو

چونکہ آگے جا رہا ہے اس لئے وہ اس جگہ ضرور پہنچیں گے اور ان سے پہلے پہنچیں گے جہاں

وہ ویران بستی ہے۔ بس اس بستی کے ارد گرد ہی ان کو وہ چیز تلاش کرنی تھی جس کے لئے انہوں

نے یہ خطرناک سفر کیا تھا۔

”ابھی اور کتنا چلنا ہے۔؟“ دفعتاً جویا نے عمران کے پاس آتے ہوئے پوچھا وہ پسینے میں ڈوبی ہوئی تھی اس کے کپڑے چوڑا ہو رہے تھے اور ہونٹ سوکھے ہوئے تھے۔

”ایک گھنٹے کے قریب اور چلنا ہے۔“ عمران نے رسٹ واپس پر نظر ڈالتے ہوئے کہا۔

”ایک گھنٹہ۔“ جویا نے اس طرح دوہرایا جیسے اسے ایک گھنٹے کے سفر کی خبر نہ ملی ہو بلکہ آگ میں جھونکے جانے کی خبر ملی ہو۔

”کیوں کیا ہوا۔؟“ عمران نے معصوم بن کر پوچھا۔

”کیا ہم لوگ کہیں دیک نہیں سکتے۔؟“ جویا نے تھکے تھکے لہجے میں پوچھا۔

”تھک گئی ہو۔؟“

”کیا تم میری حالت دیکھ کر اندازہ نہیں کر سکتے۔“ جویا نے کہا۔

”ہاں ایسا لگ رہا ہے جیسے تم لباس سمیت کسی تالاب میں غوطے کھا کر آ رہی ہو۔

”تمہیں اب بھی مذاق سوچ رہا ہے۔؟“ جویا نے شکایتی لہجے میں کہا۔

”نہ۔ مذاق کب کر رہا ہوں۔“ عمران نے کہا۔ ”حقیقت بتا رہا ہوں۔“

”میری ہمت جواب دے رہی ہے۔“ جویا نے کمزور لہجے میں کہا۔

”میں تم کو اتنا کم ہمت نہیں سمجھتا تھا۔“

”جو چاہو سمجھو مگر میں اب کچھ دیر رکنا چاہتی ہو۔“ جویا نے حتمی لہجے میں کہا ٹھیک اسی لمحے تنویر جو دیر سے ان کی باتیں سن رہا تھا بول پڑا۔

”رک جاؤ کیا حزن ہے۔؟“

”نہیں چلتے رہو۔“ عمران غرایا۔

”تم بہر وقت رعب مت ڈالا کرو۔“ تنویر غرایا تھا۔ اگر جویا کی مرضی مزید سفر کرنے کی

نہیں ہے تو تم زبردستی کیوں کر رہے ہو۔؟

کیا تم مرنا چاہتے ہو۔؟ عمران غرایا۔

”پستول میرے پاس ہی ہے عمران۔“ تنویر غرا کر بولا۔

”اگر تم یہاں رکے تو پستول چلانے کی ضرورت بھی نہیں پڑے گی۔“ عمران نے کہا۔ تم اس کے بذیر ہی ختم ہو جاؤ گے۔“

”کیا کہنا چاہتے ہو۔“ جویا نے پوچھا۔

”یہ احمق اگر سرخ چیونٹوں کا شکار بننا چاہتا ہے تو بے شک یہاں رک جاتے مجھے کوئی اعتراض نہ ہوگا۔“

”سرخ چیونٹے۔“ جویا نے کہا۔ کیا ہم اس علاقے میں داخل ہو چکے ہیں۔؟

”ذرا داتیں باتیں کے درختوں کے تنوں کو دیکھو۔“ عمران نے کہا۔

”ساتے اس کے اور کوئی خاص بات نہیں ہے کہ یہاں درختوں کے تنے لال ہیں۔“

جویا نے درختوں کو دیکھتے ہوئے کہا۔

”اور غور سے دیکھو۔“ عمران نے کہا اور اس کے توجہ دلانے پر وہ سب بغور ان درختوں کو دیکھنے لگے اور اس بار درختوں کے تنوں کی سرخی ان کی سمجھ میں آگئی ان درختوں سے ہزاروں لاکھوں سرخ چیونٹے لپٹے ہوئے تھے۔

”میرے خدا۔“ جویا کے منہ سے نکلا۔ یہاں تو کروڑوں چیونٹے ہیں۔“

”ارہوں کہو اربوں۔“ عمران نے کہا۔ اگر ہم یہاں دس منٹ بھی رک جائیں تو یہ اسی طرح

ہمارے جسم پر چھا جائیں گے۔“

”عمران اور تیز چلو۔“ جویا نے کہا۔

کیا ڈگتیں؟

نہیں مگر رفتار تیز کرو۔

جیسے تمہاری سرخی۔، عمران نے کہا اور گھوڑوں کی رفتار بڑھادی۔ دن کا وقت تھا اس لئے وہ آسانی سے ہر چیز کا جائزہ لے سکتے تھے۔ گھوڑے سرپٹ دوڑ رہے تھے اور اپنے پیچھے دھول اور گرد کے بادل چھوڑتے جا رہے تھے۔ ایک بلیک عمران نے بلیک زیرو کی آواز سنی اس نے ٹرانسمیٹر نکالنے کے بجائے گردن جیب کی جانب جھکائی اور بولنے لگا۔

کیا بات ہے کالے صفر؟

میں اس بستی تک پہنچ گیا ہوں جناب۔ جہاں ہمیں رکنا ہے۔، بلیک زیرو کا آواز

سنائی دی۔

مگر وہاں سرخ چیونٹوں کی حکمرانی ہے کالے صفر۔، عمران نے کہا۔ احتیاط برتو کہیں

وہ تم پر حملہ آور نہ ہو جائیں۔

میں نے جائزہ لے لیا ہے جناب۔، بلیک زیرو کی آواز آئی۔ یہاں آس پاس کوئی چیونٹا نہیں نظر آیا۔

ناممکن بات ہے کالے صفر۔

ایسا شاید اس لئے ممکن ہے جناب کہ پورے کالستری راکھ کا ڈھیر بنی ہوئی ہے۔، بلیک زیرو

کا آواز آئی۔ اور ایک ڈھیر فرلانگ کے حصے میں تمام درخت اور پودے تک جھلسے ہوئے

ہیں۔

ایسا ممکن ہے۔، عمران نے کہا۔ آگ سے ہر چیز بھاگتی ہے۔

آپ کتنے فاصلے پر ہیں جناب؟

”آدھے گھنٹے سے کم کا راستہ ہے۔“ عمران نے کہا۔ تم کافی تیزی سے آگے گتے ہو۔“

”لامی تھا جناب ورنہ آپ کے پیچھے رہ کر سفر کرنا پڑتا۔“

”اچھا ٹھیک ہے تم نے وہاں کا جائزہ لیا۔؟“

”میلر خیال ہے ہم اسی اطراف میں وہ چیز پالیں گے۔“

”تم تلاش جاری رکھو۔“

”میں اور موتو اسے تلاش کر رہے ہیں۔“ بلیک زیرو نے کہا۔

”لیکن خیال رہے کہ جیسے ہی ہم نظر آئیں تمہیں۔“

”اڑنچھو ہو جانا ہے۔“ بلیک زیرو بات کاٹ کر بولا۔

”ہاں میں یہی کہنا چاہتا تھا۔“

”میں راستے پر بھی نگاہ رکھے ہوتے ہوں جناب۔“ بلیک زیرو نے کہا۔

”ایک بار پھر خبردار کر رہا ہوں کہ تم موتو سے ہوشیار رہنا۔“ عمران نے نجمیگی سے کہا۔

”وہ کسی بھی لمحے رنگ بدل سکتا ہے۔“

”آپ اب تک اس پر شک کر رہے ہیں جناب۔؟“

”الحق جو ٹھہر۔“

”مم... میلر یہ مطلب نہیں تھا جناب۔“

”پرواہ مت کرو۔“ عمران نے کہا۔ صرف ہدایت کا خیال رکھو۔“

”ٹھیک ہے جناب۔“

”آس پاس کچھ اور لوگ بھی ہو سکتے ہیں۔“ عمران نے کہا۔ تمہیں ہر لمحے اطراف سے

ہوشیار رہنا ہو گا۔“

”آپ بے فکر رہیں جناب۔“ بلیک زیرو نے کہا۔ میں پوری طرح ہوشیار ہوں۔  
 ”ہمارے وہاں پہنچنے پر تمہاری تلاش کی مہم ختم ہو جائے گی۔“ عمران نے کہا اور تم  
 صرف نگرانی کرو گے۔“

۔ پلان میرے پاس ہے جناب۔  
 بہت ہوشیاری کی ضرورت ہے بلیک زیرو۔“ عمران نے کہا۔ مجھے دوسری پارٹیوں کی  
 بہ نسبت پیارڈون زیادہ خطرناک لگ رہا ہے۔  
 مگر وہ تو ہمیں نظر ہی نہیں آیا اب تک۔؟  
 اسی لئے تو میں اس کی جانب سے فکرمند ہوں۔  
 یوں تو اور بھی دو پارٹیاں ہمیں نظر نہیں آتیں۔  
 پیارڈون یہاں کا کٹیڑا ہے بلیک زیرو۔“ عمران نے کہا۔ ممکن ہے وہ موقع کی تاک میں  
 ہوا ورنہ کبھی ممکن ہے کہ وہ کامیاب ہو چکا ہو۔  
 اگر ایسا ہوتا تو اس سے راہ میں ٹکراؤ ہونا چاہیے تھا۔  
 میں پھر کہوں گا کہ وہ یہاں کا کٹیڑا ہے۔“ عمران نے کہا۔ جو کچھ وہ جان سکتا ہے ہم  
 یہاں کے بارے میں نہیں جان سکتے۔  
 ٹھیک ہے جناب جیسے آپ نے کہا ہے ویسا ہی کروں گا۔“ بلیک زیرو نے جلدی سے  
 کہا۔!

کیا موت تو آ رہا ہے۔؟

جی ہاں جناب۔“ بلیک زیرو نے کہا اور پھر دوسری جانب سے خاموشی چھا گئی گھوڑے  
 سرپٹ دوڑ رہے تھے ادیان کی ہلکی ہلکی ٹاپوں کی آواز فضا میں گونج رہی تھی اس دوران انہیں



ہن بارہ سینکے خرگوش اور دیگر بہت سے جانور نظر آتے تھے۔ کافی دودی پر ایک بٹر شیر کا جوڑا بھی نظر آیا تھا۔

وہ بہت دور تھے اور منسا ویلر ٹھا کر سونگھنے کی کوشش کر رہے تھے۔ بٹر شیر کے جوڑے کو دیکھ کر ایک لمحے کے لئے ان کے بدن میں پھر سری سی دوڑ گئی تھی مگر جلد ہی انہیں یاد آ گیا کہ جنگل کا بادشاہ اشتعال و لات سے بھری کسی کو نقصان نہیں پہنچاتا اس کے بعد انہیں جنگلی رکھپوں کے دو جوڑے اور کچھ بچے نظر آتے تھے۔

وہ بھی کافی دور تھے۔ ان مناظر کو دیکھ کر جہاں ان کے جسم میں خوف سے پھریریاں دوڑ رہی تھیں وہیں ان کے دل و دماغ پر ایک عجیب سا تاثر بھی ہو رہا تھا جس میں فرحت اور انساہ شامل تھا قصے کہانیوں میں جس سرزمین کی بابت پڑھا تھا وہی سرزمین آج ان کے قدموں کے نیچے تھی ان میں سے ہر ایک اس سرزمین کے ہاسے میں زیادہ سے زیادہ جاننے کا خواہشمند تھا۔ افریقہ کی پراسرار سرزمین جہاں ان کے گرد خطرات کے دیومند کھولے کھڑے تھے۔ بجائے کس طرف سے کوئی گولی آکر ان میں سے کسی کو بھی زندگی کی حد عبور کر دے یا کوئی زہریلا تیران کو نیلی موت کے حوالے کر دے گھوڑے دوڑتے رہے سورج کی تپش اس کے بلند ہونے کے ساتھ ہی بڑھتی جا رہی تھی؟

پھر انھوں نے پیراؤ ڈال دیا تھا۔ اس وقت ان کو سفر کرتے تقریباً پونے دو گھنٹے گزر چکے تھے اور جس جگہ انھوں نے پیراؤ ڈالا تھا وہ جگہ ایک کافی چوڑے نالاب کے پاس تھی یہاں جنگل چھتر ہو گیا تھا اور تالاب کے پاس تقریباً سو مربع گز کا حصہ درختوں سے پاک تھا البتہ لمبی لمبی گھاس ضرور موجود تھی پانی کو دیکھ کر ہی وہ لوگ رکے تھے اور پھر عمران نے پیراؤ ڈالنے کا اشارہ کیا تھا۔

یہاں وہ بلاوجہ ہی نہیں رکا تھا اس کے اندازے کے مطابق وہ راستہ ٹھیک گتے تھے حالانکہ اس نے بارہا راستہ میں قطب نادیکھا اور سمت کا تعین کیا تھا مگر اس کے باوجود یہ اٹل حقیقت تھی کہ وہ اصل طست سے ٹھیک گتے تھے۔

لیکن وہ اس کا اظہار کسی پر نہیں کرنا چاہتا تھا اور نہ اس کے ماتحت بھڑک اٹھتے خاص طور پر تخیل جو شروع ہی سے نہ صرف اس سفر کے خلاف تھا بلکہ وہ جو لیا کی وجہ سے عمران سے خارج بھی کھاتا آیا تھا۔ اب جب ان کو معلوم ہوتا کہ وہ راستہ ٹھیک گتے ہیں تو وہ اس کا جیادو بھر کر دیتے۔ اسی لئے

اس نے یہاں پڑاؤ ڈال دیا تھا۔

اس طرح وہ کم از کم یہ جاننے کی کوشش کر سکتا تھا کہ وہ اصل راستے سے کتنے ہٹے ہیں جبکہ اس کے ماتحت تالاب میں نہانا چاہتے تھے۔

”اے اب ر کے ہوتے کیوں ہو۔“ عمران نے ان لوگوں سے پوچھا۔ غوطے لگاؤ نا۔“

”ایک پینلم ہے عمران صاحب۔“ خاور نے کہا۔

”وہ کیا مسٹر ٹاؤر۔؟“ عمران نے اس کا نام حسب معمول بگاڑتے ہوئے پوچھا۔

”ہمیں اس پانی کے بارے میں کوئی علم نہیں کہ یہ کیسا ہے۔؟“ خاور نے کہا۔

”کیسا سے کیا مراد ہے۔“ عمران نے کہا۔ پانی پانی ہوتا ہے مسٹر ٹاؤر۔“

”خاور۔“ اس نے تصحیح کرتے ہوئے کہا۔ اگر یہ پانی زہریلا ہے عمران صاحب تو مینا تو درکنار

اس میں نہانا بھی خطرناک ثابت ہو سکتا ہے۔“

”اس کے علاوہ ایک خطرہ اور بھی ہے۔“ صفدر نے کہا۔

”وہ کیا مسٹر دفتر۔“ عمران نے صفدر کو بھی نہیں بخشتا تھا۔

”کیا پتہ اس تالاب میں زہریلے کیڑے ہوں۔“ صفدر نے کہا۔ اور یہ بھی ممکن ہے کہ دریا کی

طرح یہاں بھی گوشت خور مچھلیاں ہوں۔“

”اے ہاں یہ تو ہے۔؟“ عمران نے احمقانہ لہجے میں کہا۔

”اب اس کا پتہ کیسے لگایا جاتے۔؟“ چوہان نے کہا۔

”ایک طریقہ ہے۔؟“ جویا نے کہا۔

”وہ کیا۔؟“ صفدر نے چونک کر پوچھا۔

”وہ یہ کہ کوئی اس پانی کو پی کر دیکھے۔“ جویا نے اپنی تجویز کی وضاحت کر دی۔

”تنویر کو بلا دو جو بیا ڈار لنگ۔“ عمران نے ہانک لگائی۔

”شٹ اپ۔“ تنویر غرایا تھا۔

”اے تم کیسے رقیب رو سفید ہو.... مم... ملیر مطلب ہے عاشق ہو جو بمبوسہ کا ایک کہا نہیں مان سکتے۔“

”میں شوٹ کر دوں گا تم کو۔“ تنویر نے دانت پیتے ہوئے کہا۔

”یعنی پانی پینے کی بجائے مجھے مار ڈالو گے۔؟“ عمران نے خوفزدہ لہجے میں کہا۔

”عمران صاحب دیر یہ مطلب نہیں تھا۔“ جوین نے کہا۔ کہ ہم میں سے کوئی اس تالاب کے

پانی کو ہسی پی کر دیکھے۔“

”پھر کیا مطلب تھا۔؟“

”اگر ہمیں کوئی جاندار مل جاتے مثلاً خرگوش وغیرہ تو ہم پانی کے بارے میں پتہ لگا سکتے ہیں

کہ وہ نہیر پلا ہے یا نہیں۔“

”تویوں کہوتا۔“ عمران نے جلدی سے کہا۔ پھر اچانک وہ اچھل کر ان لوگوں سے ہٹ کر کھڑا ہو گیا

اس کی آنکھوں میں غیر معمولی چمک تھی۔

”کیا ہوا۔؟“ جوین نے پوچھا۔

”بڑکا ہوا ہے اب تم کو محی کہے گا۔“

”شٹ اپ۔“ جوینا غراتی تھی۔ اگر بدتمیزی سے باز نہ آتے تو تمہارا منہ نوچ لوں گی۔“

”یہ ایسے باز نہیں آتے گا۔“ تنویر نے استینیں چڑھاتیں۔

”پھر کیسے باز آؤں گا۔؟“ عمران نے سہمے ہوئے لہجے میں کہا۔

”میں تم کو اٹھا کر تالاب میں پھینک دوں گا۔“ تنویر عمران کی طرف جھپٹا لیکن عمران نے

جھکا دی اور اس سے کافی دور تالاب کے کنارے پر کھڑے ہو کر پانی میں غور سے دیکھنے لگا۔ اسے رنگ  
 بڑی مچھلیاں پانی میں تیرتی نظر آرہی تھیں صاف و شفاف پانی کی تہہ میں ٹہرے ہوئے پتھر اور آبی پودے  
 صاف نظر آرہے تھے۔

اس نے کنکھیوں سے دیکھا تنویر غراتا ہوا اس کی طرف آرہا تھا پھر اس کے عقب میں اگر وہ  
 بڑی تیزی سے آگے بڑھا تھا اس کا ارادہ عمران کو دھکا دینے کا تھا لیکن جیسے ہی تنویر قریب پہنچا عمران  
 بڑی پھرتی سے اپنی جگہ سے ہٹ گیا۔

دوسرے ہی لمحے تنویر لڑکھڑاتا ہوا تالاب میں جا کر عمران کے ٹہنے پر اس نے رکنے کی بڑھ  
 کوشش کی تھی مگر وہ اس تیزی سے جھبکا تھا کہ ہزار کوشش کے باوجود وہ اپنے آپ کو نہیں سنبھال سکا  
 اور تالاب میں جا گرا۔

”واہ واہ۔“ عمران تالیاں بجاتے ہوئے خوش ہو کر بولا۔ اسے کہتے ہیں پکا عاشق اور محبوسہ

کالمیہ نمبر ون۔“

”میں... اسخوں... تم کو... مم... مغز... مار ڈالوں گا۔“ تنویر تیرنے کی کوشش کرتا ہوا  
 بولا۔ اس کے منہ اور ناک میں پانی بھر گیا تھا اور اسی لئے وہ جو کھلا گیا تھا اور نہ وہ ایک اچھا تیراک تھا اور  
 کلب کے پیر کی کے مقابلے میں انعامات بھی حاصل کتے تھے۔

”پہلے اپنی جان بچاؤ۔“ عمران نے کہا۔ گوشت خود مچھلیاں نہ تمہیں چٹ کر جاتیں۔“  
 ”اوہ۔“ تنویر کے منہ سے نکلا۔

”جلدی کرو۔“ صفدر اور فاور نے کنارے پر پہنچ کر ہاتھ بڑھاتے ہوئے تنویر سے کہا۔

”ہاتھ دو تاکہ تمہیں اوپر چڑھ لیا جاتے۔“

”ہاں ضرور دو۔“ عمران نے کہا پھر جیسے ہی وہ تنویر کا ہاتھ پکڑنے کے لئے جھکے عمران نے عقب

سے دونوں کو پانی میں دھکیل دیا اور وہ تنویر کے ساتھ ہی پانی میں کئی عدد ڈبکیاں کھا گئے۔  
خاور کی ناک میں بھی پانی گھس گیا تھا اس لئے جب اس نے پانی سے سر باہر نکالا تو وہ بوکھلایا  
ہوا تھا۔

عمران یہ کیا حرکت ہے۔؟ جو یا کنارے پر آتے ہوئے بولی۔  
حرکت میں برکت ہے مائی ڈیر۔ ”عمران نے کہا۔ تم پانی کے بارے میں جاننا چاہتی تھیں نا  
اب دیکھو وہ بے ضرر ہے۔“  
لیکن اگر اس طرح ان میں سے کسی کو نقصان پہنچ جاتا تو۔؟ جو یا نے جھلاتے ہوئے لہجے  
میں کہا۔

”تب میں اپنے آپ کو بھی اسی حالات میں گر دیتا۔“  
اس کا مطلب یہ ہوا کہ تم کو پکا یقین تھا کہ اس تالاب کا پانی بے ضرر ہے۔؟ جو یا  
نے پوچھا۔

”مم... مجھے تو اس کا یقین بھی ہے مس ونویا۔ ار... جو یا ماسٹر کہ اس تالاب کی  
مچھلیاں بھی زہریلی نہیں ہیں۔“

”سمجھ گئی۔ جو یا نے کہا۔ مگر پہلے ان لوگوں کو باہر نکالو۔“  
”تالاب زیادہ گہرا نہیں ہے۔“ عمران نے کہا۔ یہ لوگ خود نکل آئیں گے۔“  
”اگر خود نکل آتے تو اب تک ہاتھ پاؤں کیوں مارتے۔؟ جو یا نے جلدی سے کہا۔  
”ان سے کہو سیدھے کھڑے ہو جائیں ہاتھ پیر نہ چلائیں۔“

”یہ دھوکے باز ہے جو یا۔“ تنویر چلایا۔ اس طرح یہ چاہتا ہے کہ ہم پانی میں ڈوب لیں۔“  
”تمہاری مرضی۔“ عمران نے شانے اچکا دیتے تنویر اور خاور بدستور تیر رہے تھے جبکہ صفر

نئے تیرنا بند کر دیا تھا اور سیدھا کھڑا ہونے کی کوشش کر رہا تھا پھر اس کے منہ سے اطمینان کی سانس نکل گئی۔

”تنویر خاور سیدھے کھڑے ہو جاؤ۔“ صفدر نے جلدی سے کہا اب پانی اس کے شانوں سے کچھ ہی نیچے تک تھا۔

”مردانا چاہتے ہو۔“ تنویر کہتے ہوئے مگر صفدر کو کھڑے دیکھ کر وہ چونک پڑا اور لمبے لمبے گھورتا رہا پھر اس نے خود بھی سیدھا کھڑا ہونے کی کوشش کی اور وہ اس میں کامیاب بھی ہو گیا۔

”ارے واقعی۔“ اس نے حیرت سے کہا۔ تالاب زیادہ گہرا نہیں ہے۔“  
 میں حیران تھا کہ عمران صاحب نے تم کو اور پھر ہمیں دھکا کیوں دیدیا۔“ صفدر نے کہا مگر اب بات سمجھیں انکی کہ وہ پہلے ہی اس بارے میں اندازہ لگا چکے تھے۔

مگر یہ طریقہ وحشیانہ ہے۔“ تنویر غریبا۔  
 ”یا گلست بنو تنویر۔“ صفدر نے کہا۔ دماغ ٹھنڈا رکھو تم کو معلوم ہے کہ عمران کی کوئی بھی حرکت بے معنی نہیں ہوتی۔“

لغت ہے اس پر۔؟ وہ غرا کر بولا۔

عمران پر یا حرکت پر۔؟ خاور چہکا۔

دونوں پر۔“ تنویر نے کہا۔

”اس کا مطلب ہے پانی نہ ہر بلا نہیں ہے۔؟ جو بیانے ان کو آرام سے نہاتے دیکھ کر

پوچھا۔

نہیں۔“ صفدر نے کہا اور دوسروں کو تالاب میں آئے کیلتے پکارنے لگا وہ لوگ



باس اتار کر تالاب میں کود گئے جبکہ عمران وہاں سے ہٹ کر ایک درخت کے پاس اس طرح جا بیٹھا جیسے  
 انگھڑا ہے مگر وہ پوری طرح سے ہوشیار تھا اور بلیک زیرو سے بات کر رہا تھا۔  
 آپ کہاں ہیں عمران صاحب۔ ؟ بلیک زیرو کہہ رہا تھا۔ اب تک آپ کو یہاں پہنچ جانا چاہیے  
 تھا دو گھنٹے ہونے والے ہیں۔ ؟

میلر دل دہکانا گانا چاہ رہا ہے کالے صفر جس میں کچھ راہ ٹھکنے کا ذکر ہے۔  
 میں رہی ٹھکنے والا ہوں۔ ؟ بلیک زیرو نے کہا۔ کیا واقعی۔ ؟  
 ہاں اور اب ایک تالاب کے کنارے پڑاؤ ڈال رکھا ہے۔

سمت بتائیے۔

شمال مشرق پچیس ڈگری۔ عمران نے قطب نما دیکھتے ہوئے کہا۔  
 آپ کم از کم دو ڈھائی میل اصل راستے سے ہٹے ہوئے ہیں۔ بلیک زیرو نے کچھ دیر بعد  
 کہا۔ غالباً وہ حساب لگا رہا تھا۔

ہمیں کس سمت میں بڑھنا ہوگا۔ ؟

آپ اسی طرح سفر کریں مگر واپسی کا اور دائرے نمبر وہیں جس جگہ سیاہ نشان ہے،  
 وہاں سے شمال ہی کی طرف سفر کریں۔

گڈ۔ عمران نے کہا۔ میں بھی سوچ سوچ رہا تھا کہ ہم کو اس نشان سے شمال کی طرف چلنا  
 چاہیے تھا شمال مشرق کی طرف نہیں۔

بہر حال آپ اس مثال پر عمل کر سکتے ہیں جناب۔ بلیک زیرو نے کہا۔ کہ لوٹ کے بدھو

گھر کو آتے کیا خیال ہے۔ ؟

ایسا ہی کرنا ہوگا۔

کوئی خطرہ تو نہیں ہے نا۔ ؟  
 خطرہ اتنا زبردست ہے کہ وہ سب اس میں ڈوبے ہوئے ہیں۔  
 آپ کا مطلب یہ ہے کہ جس تالاب کے کنارے آپ رکے ہیں وہ سب اسی میں نہا ہے  
 ہیں۔ ؟

تم بہت ہی سمجھناک ہو بلیک صفر۔  
 آپ فوراً ہی چلیں تو اندھیرا ہونے سے پہلے یہاں پہنچ سکتے ہیں۔  
 تمہیں کوئی کامیابی ہوئی۔ ؟

سردست کوئی نہیں جناب۔  
 نقشے میں اس مقام کا پھر جائزہ لے جہاں کمپیوٹر گرایا گیا ہے اور جس کی نشاندہی سرخ  
 کراس کے نشان سے کی گئی ہے۔  
 میں جائزہ لے چکا ہوں جناب یہی جگہ ہے۔ بلیک زیرو نے کہا مگر کوشش کے باوجود  
 مجھے وہ چیز نظر نہیں آئی۔  
 کوئی اور پارٹی تو نہیں ملی۔ ؟  
 جی نہیں۔

وہ علاقہ کیسا ہے۔ ؟  
 یہ علاقہ جہاں بتی کے جلے ہوئے آثار ہیں چٹانوں سے بھرا ہوا ہے اور ان چٹانوں پر  
 لمبی لمبی گھاس ہے۔  
 ہوشیار رہو۔ عمران نے کہا۔ ممکن ہے کوئی اس طرف پہنچ ہی جائے کیونکہ دوسری  
 ہاٹیاں بھی سو نہیں رہی ہوں گی۔

”میں ایک چٹان پر ہی ہوں جناب۔“ بلیک زیرو کی آواز آئی۔ اگر اس پاس کوئی ہوتا تو اب تک وہ مجھے نظر آگیا ہوتا۔“

”گڈ۔“ عمران نے کہا۔ میں یہاں سے روانہ ہونے پر تم کو اطلاع دوں گا۔“  
 ”بہتر۔“ بلیک زیرو نے کہا۔ کیا میں تنویر کو سرزنش کروں۔؟  
 ”کیوں۔ کیوں۔؟“

”اس لئے کہ وہ آپ سے بات بے بات پر الجھتا رہتا ہے۔“  
 ”پاگل ہے وہ۔“ عمران نے کہا۔ میں کیا بگاڑ پاتا ہے اپنا ہی کچھ کھوتا ہے۔“  
 ”وہ تو ٹھیک ہے جناب مگر پھر بھی اسے کچھ تو اس بارے میں ڈانٹ پٹنی چاہیے۔“  
 ”رہنے دو میں خود۔۔۔۔۔“ عمران کا جملہ ادھور رہ گیا تھا اس نے جویا کی پیچ منی تھی اس نے چونکر سامنے دیکھا اور اچھل کر کھڑا ہو گیا تالاب کے دوسری طرف جہاں سے پھر جنگل گھنا ہونے لگا تھا لمبی لمبی قد آدم گھاس میں سینکڑوں جنگلی لمبے لمبے نیزے اور کمانوں میں تیر چڑھاتے نصف دائرے کی شکل میں کھڑے ہوتے تھے۔

”کیا بات ہے۔؟“ بلیک زیرو نے پوچھا۔ غالباً جویا چلائی تھی۔  
 ”ہاں جنگلیوں نے ہمیں گھیرے میں لے لیا ہے۔“ عمران نے مختصر بلیک زیرو کو سچویشن سے آگاہ کیا اور اس طرف کھسکنے لگا جس طرف سامان کے ساتھ انھوں نے اسلحہ رکھا تھا۔  
 ”میں آؤں۔؟“ بلیک زیرو کی چونکی ہوئی آواز آئی۔

”نہیں ٹھہرو۔“ عمران نے کہا پھر اس نے اسٹین گن کی طرف ہاتھ بڑھایا ہی تھا کہ ایک سنسنی ہوا تیرس کے ہاتھ کو چھوتا ہوا قریب کے درخت میں پیوست ہو گیا عمران نے اسٹین گن اٹھالے کا ارادہ ملتوی کر دیا۔

”بری طرح پھنسے ہیں پیارے۔“ عمران نے کہا۔  
 ”اسلو استعمال کیجئے نا۔“

”ہم لوگ اسلو اٹھا ہی نہیں سکتے۔“ عمران نے بلیک ریو کو تفصیل سے پوچش کے بارے میں بتایا اس کی نگاہیں جنگلیوں پر جمی ہوئی تھیں جواب آہستہ آہستہ آگے بڑھ رہے تھے۔ وہ سب تالاب سے نکل آتے تھے اور اس کی طرف سمٹ رہے تھے۔

جنگلیوں نے ان کو اس وقت تک کچھ نہیں کہا جب تک وہ اسلو سے دور تھے مگر جیسے ہی خاورد نے اسٹین گن اٹھانی چاہی دو تیر سنسناتے ہوئے آئے اور اسی درخت میں پیوست ہو گئے جس میں ایک تیریلے سے لگا ہوا تھا۔

”رہتے دو بیکار رہے۔“ عمران نے خاورد کی طرف دیکھ کر کہا۔

”کیا ہم اسی طرح پھنس جاتیں۔؟“ تنویر چلایا۔

”یوگت۔“ عمران کا لہجہ دفعتاً بدل گیا۔ اگر تم میں سے کسی نے بھی اسلو کو چھو لیا تو سب کے

بسم تیروں سے چھلنی ہو جائیں گے۔“

”مگر عمران صاحب۔“ صفدر نے کہا۔ اس طرح تو ہم پھنس جاتیں گے۔“

”اور تالاب میں نہاؤ جا کر۔“ عمران غرایا۔

”دھکا آپ نے دیا تھا۔“ خاورد نے کہا۔

”یہ بھی میں نے کہا تھا کہ یہاں رک جاؤ کیوں۔؟“ عمران غرایا۔

”کیا مصیبت ہے۔“ صفدر نے کہا۔ خطرہ سر پہ ہے اور آپ لوگ بحث کر رہے ہیں۔“

”پھنسنا تو اب ہے ہی۔“ چوہان نے کہا۔

”ہم بڑا مٹر کر ان کے قبضے میں جائیں گے۔“ تنویر نے کہا۔

”تمہیں اس کی اجازت ہے۔“ عمران نے کہا۔ لہجہ سردی تھا۔

”مگر۔“ جوہیا نے کہا۔ ہم لوگ ان کے آنے سے پہلے اسکو اٹھا کر درختوں کی آڑ لینے میں کامیاب

ہو سکتے ہیں۔“

بالکل۔“ تنویر نے تاکید کی۔ زیادہ سے زیادہ یہ ہوگا کہ ہم میں سے ایک آدھ زخمی ہو جائے

گا اور بس۔؟

وہ تیز ذہریلے میں مائی ڈنیر۔ عمران سرد لہجے میں بولا۔ اور تم میں سے کوئی بھی اتنا پھر تیار

نہیں ہے جتنیوں سے بچ کر اسٹین گن لیکر درخت کی آڑ میں چلا جاتے اس سے قبل ہی وہ جنول تیر

جسم میں گھس چکے ہوں گے۔“

گو یا اپنے آپ کو ان جنگلیوں کے حوالے کر دیا جاتے۔؟ صدیقی نے کہا۔

اس کے علاوہ اور کوئی طریقہ جان بچانے کا ہو تو بتلا دو۔ عمران نے کہا اس کی نگاہ اب

ان گھوڑ سوار جنگلیوں پر تھی جو تالاب کا چکر کاٹ کر ان ہی کی طرف آگتے تھے سب سے آگے جو سوار

تھا اس کے سروں پر سپرندوں کے پیروں سے بنا ہوا تاج تھا اور جسم پر مختلف رنگوں کے کپڑوں سے نیا

ہوا ببادہ غالباس۔ انھوں نے ان کے گرد گھیر ڈال دیا۔

ہم لوگ اپنے سامنے سے الگ ہو جاؤ۔؟ گھوڑ سواروں میں سے ایک نے چلا کر ٹوٹی چوٹی

انگسیری میں کہا تھا۔

ہم لوگ کون ہو۔؟ عمران نے چلا کر کہا۔

اس علاقے کے مالک۔۔ اسی جنگلی گھڑ سوار نے جواب دیا۔

ہم سے کیا چاہتے ہو۔؟ عمران نے پھر پوچھا وہ سب اب ایک ہی جگہ سمٹ آتے تھے اور

جوہیا ان کے درمیان میں تھی۔

تم لوگ اب قیدی ہو۔ اسی جنگلی گھڑ سوار نے جواب دیا پھر مڑ کر پیدل آنے والے جنگلیوں سے کسی عجیب سی زبان میں کچھ کہا فوراً ہی دو جنگلی کمانیں شانے پر ڈال کر آگے بڑھے تھے پھر انھوں نے ان کے سامان سے اسٹین گنیں اور اس کا سارا میگنرین وہاں... سے اٹھایا اور واپس ہو گئے۔

”ہم تمہارے دوست ہیں۔“ عمران نے پھر کہا۔

”نو۔ کوئی گوری چٹری والا ہمارا دوست نہیں ہو سکتا۔“

”کیوں۔؟ عمران نے پوچھا۔

”سردار کا حکم ہے۔ اسی جنگلی گھڑ سوار نے کہا۔

”میں سردار سے بات کرنا چاہتا ہوں۔“ عمران نے آگے بڑھ کر کہا۔

”قیدی کو ابھی بات کرنے کی اجازت نہیں۔“ اسی گھڑ سوار نے کہا۔ تمہارا سردار کون ہے۔

”وہ ایک ایک کو گھور کر بولا۔

”میں ہی ہوں۔“ عمران نے چیخ کر کہا۔

”بس ٹھیک ہے تم آگے چلو گے۔“ وہ غرا کر بولا اور اس کے ساتھ ہی اس نے چیخ چیخ کر

جنگلیوں سے اکیں مانوس زبان میں کچھ کہا اور وہ ان کے گرد گھیر تنگ کر لے گئے۔

”چلو آگے بڑھو۔“ عمران نے قدم بڑھاتے ہوئے کہا۔ ”وہ یہ لوگ تو نیر سے مار مار کر چھید

ڈالیں گے۔“

”تم نے پھنسوایا ہے۔“ تنخیر دانت پس کر بولا۔

”بکواس مت کرو۔“ عمران نے کہا۔

”اے۔“ دفعتاً اسی گھڑ سوار نے عمران سے کہا جس نے عمران سے بات کی تھی۔ اپنے

سلمان کو اٹھاؤ۔“

”اوہ چلو۔“ دفعتاً عمران کا چہرہ چمکنے لگا۔

سامان سے جنگلیوں نے صرف ان کی اسٹین گنیں اور مسگیزین ہی چھینا تھا دستی بم اور دیگر اسلحہ ان کے سامان میں ہی موجود تھا شاید وہ اس کی بابت کچھ نہیں جانتے تھے۔  
 عمران صاحب کیوں نہ دستی بم مارے جاتیں۔؟ صفدر نے چلتے ہوئے تجویز پیش کی اور دوسرے بھی سر ہلانے لگے۔

”کیا تم یہ چاہتے ہو کہ تم میں سے دطیک کم ہو جائیں۔؟ عمران نے سر ہلجے میں پوچھا اور تنویر بول پڑا۔

”تم تو یہ چاہتے ہو کہ ہم سب ان کی خوراک بن جائیں۔“

”اجماعتنا قدم سے یہی بہتر ہے۔“ عمران غرایا۔

”ہم نہ پھٹکے جاتیں۔“ جو لیا لے کہا۔ مگر کم از کم اس مکان کا جائزہ تو لیا جاسکتا ہے کہ یہ تجویز کس حد تک کاآمد ہے۔؟

”ضرور۔“ عمران نے اسی لہجے میں کہا۔ یہ لوگ تعداد میں کتنے ہیں۔؟

چار پانچ سو تو ہوں گے ہی۔؟

”اگر بموں کے دھماکوں کے بعد یہ اپنے نیزے اور تیرہم پر پھینک کر بھاگے تو جانتے ہو

کیا حشر ہوگا۔؟

”ہم دستی بم پھینک کر درختوں کی ٹہریں لیٹ سکتے ہیں۔“ قادر نے کہا اور عمران

بارسا منہ بنا کر سامنے دیکھنے لگا۔

پہران میں سے کوئی کچھ نہیں بولا تھا وہ جنگلیوں کے نرغے میں پیریل چل رہے تھے جبکہ ان کے گھوڑے جنگلیوں کے ہتھیار تھے۔



پیش کشی

”موتو۔۔ بلیک زیرو نے چلا کر کہا۔  
”یس سر۔“ ٹھکان کے نیچے سے آواز آئی۔  
”ہمارے ساتھی خطرے میں ہیں۔“

”میں نے اس بارے میں آپ سے پہلے ہی کہا تھا سر۔ موتو نے کہا۔ اگر وہ کسی خطرے میں  
دب پڑے ہوتے تو اب تک یہاں آجاتے۔۔“

”ہمیں انھیں بچانا ہے۔۔ بلیک زیرو نے نیچے اترتے ہوئے کہا۔  
”خطرہ کیا ہے سر۔؟ موتو نے گھوڑے پر سوار ہوتے ہوئے پوچھا۔  
”جنگلی۔ ان کو جنگلیوں نے گھیر لیا ہے۔۔ بلیک زیرو نے بتایا اور تیزی سے گھوڑے  
پر سوار ہو کر اسے ایڑیں لگا دی۔  
”وہ کس طرف ہیں سر۔؟“

شمال مشرق میں دوڑھا آئیں کے فاصلے پر۔۔ بلیک زیرونے بتایا۔  
 ”غائبانہ پلڑا ڈالے ہوتے ہوں گے اسی لئے جنگلی ان پر قابو پانے میں کامیاب ہو گئے۔“  
 ”ہاں۔۔ بلیک زیرونے کہا مگر تمہیں کیسے معلوم؟“  
 ”اگر وہ مقابلہ کرتے جناب تو کم از کم اس کی آواز ضرور آتی۔“  
 ”دو میل دور سے۔؟“

”یہ علاقہ ایسا ہی ہے جناب۔۔ موتوں نے کہا اور پھر ہم لوگ ہلکی سے ہلکی آواز بھی ذرا سی تو یہ  
 سے سن لیتے ہیں۔“

”ہونہر۔۔ بلیک زیرونے کہا۔ ہم تو ان جنگلیوں کو پیچھے چھوڑ آتے تھے پھر یہاں کہاں  
 سے آلودہ ہوتے۔“

”ہو سکتا ہے سر۔ دریا پار کرنے کا کوئی اور راستہ بھی ہو۔“ موتوں نے کہا اور وہ اسی  
 راستے سے دریا پار کر کے آپ کے ساتھیوں کی تاک میں لگے ہوئے ہوں اور جیسے ہی ان کو موقع  
 ملا وہ حملہ کر بیٹھے۔“

”بات کچھ ایسی ہی نظر آ رہی ہے۔“ بلیک زیرونے گھوڑے کی رفتار بڑھاتے ہوئے

کہا۔!

”ان کی تعداد کتنی ہے سر۔؟“

”چار پانچ سو کے لگ بھگ۔“

”پھر بہت مشکل ہے سر۔“

”کیا مشکل ہے۔؟“

”ان لوگوں کو بچانا۔“

”تمہارا مطلب یہ ہے کہ میں ان کو موت کے منہ میں جانے دوں۔“

”نوسر۔“

”پھر کیا کہنا چاہتے ہو۔؟“

”سرگراں لوگوں نے آپ کے ساتھیوں کو گھیرے ہیں لیکن باندھ رکھا ہے تو پھر تو ان کی رہائی

رات سے پہلے مشکل ہے۔“

”ظاہر ہے ایسا ہی ہوگا۔“ بلیک زیرو نے کہا۔

”سچویشن دیکھنے کے بعد کچھ کریں گے۔“

”ہونہ۔“ بلیک زیرو نے کہا وہ بڑی تیزی سے سوچ رہا تھا کہ عمران اسد دوسرے

ساتھیوں کو کس طرح رہائی دلا سکتا ہے۔؟

وہ جس انداز میں پھنسنے تھے وہ خاصہ خطرناک تھا عمران نے جو تفصیل بتائی تھی اس کے

مطابق ان سے سارا اسلحہ لیا جا چکا تھا ایسی صورت میں وہ چار پانچ سو جنگلیوں کے درمیان سے

اپنے ساتھیوں کو لڑ کر تو چھڑ نہیں سکتا تھا۔

اس کے لئے حکمت عملی ہی کی ضرورت تھی اور وہ انھیں دیکھے بغیر کوئی بھی منصوبہ نہیں

بناسکتا تھا ایک گھنٹے کے سفر کے بعد وہ اپنے ساتھیوں کو دیکھتے میں کامیاب ہو سکتے تھے۔ وہ

تالاب عبور کرتے تھے اور جیسے ہی چٹانی علاقے میں داخل ہوتے موتوں نے اسے روک

دیا تھا۔

”کیا بات ہے۔؟ اس نے بے چینی سے پوچھا۔

”میں جنگلیوں کی بو محسوس کر رہا ہوں سر۔“

”کیا تم سونگھ سکتے ہو۔؟ بلیک زیرو چونکا تھا۔

میلر مطلب یہ تھا کہ سرکلان جنگلیوں کے جسم سے ایک عجیب سی بو اٹھتی ہے اور اگر ہوا ان

کے مخالف ہو تو دور ہی سے ان کی موجودگی محسوس کی جاسکتی ہے۔

”گویا وہ ہم سے قریب ہی ہیں۔“ بلیک زیرو نے فضا کو سونگھتے ہوئے کہا اور اس نے بھی ایک عجیب

سی بو فضا میں پالی۔

”جی ہاں آیتے ہم گھوڑے ادھر باندھ کر ادھر چٹانوں پر چلتے ہیں تو تو نے گھوڑے سے اترتے

ہوئے کہا اور بلیک زیرو نے اس کی تقلید کی وہ اس وقت ایک ایسے علاقے میں تھے جہاں دور

تک چٹانیں بکھری ہوئی تھیں اور ان پر درختوں اور گھاس کے سلسلے پھیلے ہوئے تھے وہ درختوں اور

گھاس کے پودوں کی اڑتیتے ہوئے اوپر چڑھنے لگے۔

جوں جوں وہ اوپر چڑھ رہے تھے گھوڑوں کی ٹاپوں کی آواز بلند ہوتی جا رہی تھی پھر وہ اوپر ایک

مسطح چٹان پر پہنچ گئے۔

گھوڑوں کی ٹاپوں کی آواز اسی چٹان کے نیچے سے سنائی دے رہی تھی۔ بلیک زیرو نے اسٹین گن

کو سیدھے ہاتھ میں سنبھالا اور آہستہ آہستہ چٹان کے کنارے پر پہنچ کر دو سری جانب جھٹکا اور چونک

پڑ۔ چٹان کے بالکل نیچے سے ایک پگڈنڈی نکال رہی تھی اور اس راستے پر گھڑ سوار اور پیدل جنگلی

کی ایک قطار گزر رہی تھی۔

وہ دو دو کی تعداد میں چل رہے تھے سب سے آگے اس نے ایک ایسے لمبے ترنگے جنگلی کو

دیکھا جس نے مختلف رنگ کے کپڑوں سے بنایا ہوا لبادہ پہن رکھا تھا اور سر پر پیرندوں کے پروں

کا تاج تھا۔

اس کے پیچھے تین جنگلی گھوڑوں پر سوار تھے اور اس کے بعد دو دو کی قطار تھی عمران اور اس

کے ساتھی پیدل ہی چل رہے تھے یہاں تک کہ جو یہاں پہلے ہی چل رہی تھی لیکن ان کے قدموں میں

لڑکھڑاہٹ یا الغزش نہیں تھی البتہ چہروں پر ہلکے سے خوف کا سایہ تھا۔

سرجم انھیں یہاں نہیں چھڑا سکتے۔ موتوں نے نہ بچھے کرتے ہوتے کہا۔

”بہت آسانی سے چھڑا سکتے ہیں موتو۔“ بلیک زیرونے کہا۔ جیسے ہی ہمارے ساتھی اس چٹان کے

نیچے پنچیں ان کے ایک سمت سے تم اور دوسری طرف سے میں فائرننگ شروع کر دیتا ہوں اس طرح ان کو بچ نہ کھنے کا موقع مل جاتے گا۔

ناممکن ہے سر۔“ موتوں نے کہا۔ یہ جنگلی ہم سے زیادہ ان راستوں سے واقف ہیں وہ کہیں نہ

کہیں ہمیں پھر گھیر لیں گے۔“

”یہ بعد کی باتیں ہیں موتو۔“ عمران اور اس کے ساتھ دوسروں کو چھڑانے کے بعد ہی سوچا جا

گا کہ آئندہ کیا کرنا ہے۔؟

”میں اس کا مشورہ نہیں دوں گا سر۔“

”وہ کیوں موتو۔؟ بلیک زیرونے پوچھا۔

”آپ کا یا اقدام صحت کے خلاف ہو گا سر۔“

”یہی تو پوچھ رہا ہوں کہ کیسے۔؟“

”یہ جنگلی بھی اسی غلط فہمی میں مبتلا ہیں کہ جنہیں یہ بکڑ چکے ہیں ان کے علاوہ اور کوئی ساتھی نہیں

ہے۔“ موتوں نے کہا۔

”یقینی بات ہے۔“ بلیک زیرونے کہا۔ ورنہ وہ ہمیں تلاش کر چکے ہوتے۔“

”ہم فائرننگ کر کے ان کو اپنے وجود سے آگاہ کر دیں گے۔“

”اس سے کیا فرق پڑیگا اس طرح ہم اپنے ساتھیوں کو تو آزاد کرالیں گے۔“ بلیک زیرونے

کہا اور جب تک وہ سنبھل کر دوبارہ اس طرف آئیں گے ہم چھپ چکے ہوں گے۔“

سنجیسے ہی آپ فائرننگ کریں گے یہ جنگلی یہاں سے بھاگ ضرور لیں گے مگر اس کے بعد یہ پہاڑیوں کو گھیر لیں گے اور جب تک ایک ایک کو نہیں پکڑ لیں گے گھیر ختم نہیں کریں گے۔  
 ”تمہارا مشورہ یہ ہے کہ اس وقت خاموش رہا جاتے۔؟  
 ”جی ہاں۔“ موتوں نے کہا۔ اور چپ چاپ ان کا پیچھا کر کے دیکھا جاتے کہ یہ کہاں جاتے ہیں ان کی بستی کہاں پر ہے۔“

”ہو نہ ہو۔“ بلیک زیرو نے سر ہلادیا۔

بات اس کی سمجھ میں آگئی تھی حقیقت یہ تھی کہ وہ عمران وغیرہ کو فائرننگ کر کے نہیں چھڑا سکتا تھا یہ ضرور تھا کہ فائرننگ سے جنگلیوں کو نقصان پہنچتا اور وہ داتیں باتیں بھاگ لیتے لیکن اس سے عمران وغیرہ کو کوئی بھی فائدہ نہیں ہوتا کیونکہ ان کے پاس فائر کا کوئی راستہ نہیں تھا جس راہ پر وہ سفر کر رہے تھے اس پر داتیں طرف ہی چٹانیں تھیں جن میں سے ایک پر وہ موجود تھے اور ایسی بناوٹ کی چٹانیں تھیں کہ عمران وغیرہ اس طرف سے اوپر نہیں چڑھ سکتے تھے جبکہ راستے کے دوسری سمت گہری ڈھلانیں تھیں۔!

اگر اس طرف کوئی لڑھک جاتا تو شاید اس کی مڑی پسلی نہ صرف ایک ہو جاتی بلکہ ان کا سر مرنے جاتا۔ لہذا یہی بہتر تھا کہ وہ جنگلیوں کا تعاقب خاموشی سے کرتے چلے جاتیں اور کسی ایسے موقع کے منتظر رہیں جب وہ ان کو بغیر کسی خطرے سے دوچار ہوتے چھڑا سکتے۔  
 ”بھر سر کیا حکم ہے۔؟ موتوں نے پوچھا۔

”عمران کا تعاقب کریں گے۔“

”ویری گلد سر۔“ موتوں نے خوش ہو کر کہا۔ ”آپ نے ایک دانشمند فیصلہ کیا ہے  
 ”یہ فیصلہ کرنے کی ایک اور بھی وجہ ہے موتوں۔“

۔ وہ کیا سر۔ ؟

یہی کہ اگر ہم فائزنگ کر کے جنگلیوں کو ہکا بھکا بھی دیتے تب بھی ہمارے ساتھی آزاد نہیں ہو سکتے تھے۔ بلیک زیرو نے کہا۔ کیونکہ وہ نہ تو ڈھلن پھاتر سکتے ہیں اور نہ یہاں چٹانوں پر چڑھ سکتے ہیں اس لئے حملہ بیکار جاتا۔

۔ یہ تو میں نے سوچا ہی نہیں تھا سر۔

۔ آؤ چلیں۔ بلیک زیرو نے کہا۔ یہ سیدھے اسی راستے پر آگے بڑھتے رہیں گے اور ہم دوسری طرف سے ان سے آگے بڑھ سکتے ہیں۔

۔ ٹھیک ہے سر۔ موتوں نے کہا اور وہ نیچے اترنے لگے۔ گھوڑوں تک وہ کسی دشواری سے دوچار ہوئے بغیر پہنچ گئے تھے پھر چند لمحوں بعد وہ دونوں درمیانی رفتار سے آگے بڑھ رہے تھے۔ فضا میں آگ برس رہی تھی اور ہوا کے جھونکے اس طرح لگ رہے تھے جیسے وہ آتش فشاں کے دہانے سے نکل رہے ہوں۔

۔ جانتے ہیں سر یہ کونسا قبیلہ ہے۔ ؟ موتوں نے پوچھا۔

۔ کانناہاری یا میکاٹڈی میں سے کوئی ہوگا۔ بلیک زیرو نے کہا۔ ممکن ہے یہ وانڈیری

ہوں۔

۔ یہ کانناہاری ہیں سر۔

۔ تب پھر یہ آدم خور بھی ہوتے۔

۔ جی ہاں یہ بچے آدم خور ہیں اور ہر چاند کی چودھویں کو اپنے دیوتا پر انسانی بھینٹ بھی چڑھاتے

ہیں۔

۔ تو کیا یہ ان لوگوں کو بھینٹ کے لئے لے جا رہے ہیں۔ ؟



”لوسر۔“ موتوں نے کہا۔ آپ کے ساتھیوں کے ساتھ اگر وہ لڑکی نہ ہوتی تو شاید اب تک کئی ان کے

پیٹوں میں پیچ چکے ہوتے۔“

تمہارا مطلب یہ ہے کہ جب تک لڑکی ساتھ ہے ان کو کوئی گزند نہیں پہنچے گی۔“

ایسا ہی سمجھ لیں سر۔“ موتوں نے کہا۔ کیا وہ کسی کی بیوی ہے۔؟

بیوی۔“ بلیک زیرو نے سوچا پھر کہا۔ ہاں وہ اس احمق کی بیوی ہے۔“

بس تو وہ لوگ آپ کے ساتھیوں کو اس وقت تک زندہ رکھیں گے سر جب تک کہ لڑکی

ان کے مذہبی پیشوا سے شادی پر راضی نہیں ہو جاتی۔“

ایسا تو وہ زبردستی بھی کر سکتے ہیں۔؟

نہیں ان کے عقیدے کے مطابق زبردستی کرنے سے شوہر ناراض ہوگا اور شوہر کو ناراض

کرنے کا مطلب یہ ہے کہ دیوتا اپنا قہر نازل کر دیں۔“

اگر وہ ساری زندگی راضی نہ ہوتے۔؟

اس کیلئے بھی ایک مدت ہے۔“ موتوں نے کہا۔ روایتوں کے مطابق چھ ماہ تک اگر شوہر

بیوی کو چھوڑنے اور بیوی مذہبی پیشوا سے شادی پر آمادہ نہ ہو تو وہ سب ہی کو کاٹ کر کھا جاتے ہیں

فراق صرف یہ ہوتا ہے کہ لڑکی پیشوا کے حصے میں آتی ہے۔“

ایسی نوبت آنے سے قبل ہی ہم انہیں رہا کرالیں گے۔“

امید یہی ہے سر۔“ موتوں نے کہا تھا۔ اب پہاڑیاں زیادہ گھنی ہوتی جا رہی تھیں اور وہ

تبدلتی ادھر چڑھ رہے تھے۔

اچانک ایک چٹان گھوم کر جب وہ دوسری طرف نکلے تو چونک پڑے۔ ان کے سامنے

دو سو گز نیچے وہی راستہ تھا جس پر جنگی آرہے تھے بلیک زیرو گھوڑے سے اتر پڑا۔

”میر خیال ہے سر وہ ابھی پیچھے ہیں۔“

”ہاں۔“ بلیک زیرو نے کہا۔ ہم نے تیزی سے سفر کیا ہے نا اس لئے آگے نکل آتے ہیں۔“  
 ”آئیے دیکھتے ہیں وہ کہاں تک پہنچے۔“ موتو نے کہا اور وہ چٹان کی آڑ لیٹر دو سر طرف جھانکے  
 لگے۔ جنگلی دوڑ دھائی سو گز دور تھے اور اگلے دس منٹ میں وہ اسی چٹان کے نیچے سے گزرنے  
 والے تھے۔

بلیک زیرو نے نیچے دیکھا اس چٹان کے عین نیچے لمبی لمبی گھاس تھی اور راستہ نامنگ تھا  
 کہ وہ لوگ گھاس کے پودوں سے ٹکراتے ہوئے آگے بڑھ رہے تھے جس جگہ بلیک زیرو کھڑا تھا اس  
 سے چند قدم کے فاصلے پر ایک دراڑ تھی اور بلیک زیرو کی آنکھیں چمکنے لگیں۔ یہ چٹانی دراڑ ایسی تھی کہ  
 وہ رے کی مدد سے نیچے اتر سکتے تھے بلیک زیرو کے ذہن میں فوراً ہی ایک خیال ابھرا تھا۔  
 ”کیا ہوا سر۔؟“ موتو نے پوچھا۔

”ہم اس چٹانی دراڑ سے فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔“

”وہ کیسے سر۔؟“

”گھوڑے کو اس دراڑ کے قریب لے آؤ۔“ بلیک زیرو نے کہا اور اسے اپنا سارا منصوبہ  
 سمجھانے لگا۔

”یہ بہت خطرناک ہو گا سر۔“ موتو نے منصوبہ سننے کے بعد کہا۔

”پر واہ مت کرو۔“ بلیک زیرو نے گھوڑے کی زین سے نیلوں کی مضبوط ڈوری باندھتے  
 ہوئے کہا اور پھل سے مزید ہدایت دیکر وہ نیچے اترتا چلا گیا۔ نیچے گھاس پر قدم ٹکاتے ہی اس نے  
 رے کو ایک خود رو پودے سے اٹکادیا تاکہ وہ ہوا سے اڑ نہ سکے پھر تیزی سے دراڑ کے دہانے  
 پہنچ گیا خود کو اس نے گھاس اور پودوں میں چھپا رکھا تھا جب پیدل جنگلی گزرنے لگے تو وہ

بالکل ان کے قریب پہنچ گیا۔

پھر جیسے ہی اس کے ساتھی گھاس اور پودوں سے ٹکراتے ہوئے اس کے سامنے سے گزرنے لگے اس نے بڑی تیزی سے صفدر اور قادر کے بازو پکڑ کر انہیں اندر گھیسٹتے ہوئے سرگوشی میں کہا تھا۔

ایکٹو۔۔ اور یہ اسی لفظ کا اثر تھا کہ نہ تو صفدر اور قادر کے منہ سے کوئی لفظ نکلا اور نہ ہی دوسرے ساتھیوں نے کچھ کہا یا ممکن ہے ان دونوں کے غائب ہونے کو وہ محسوس ہی نہ کر سکے ہوں۔

جلدی کرو۔۔ بلیک زیرو ایکٹو کے لہجے میں غرایا اور نیلین کی ڈوری کی طرف اشارہ کیا سب سے پہلے صفدر چڑھا تھا پھر قادر اور بعد میں بلیک زیرو اوپر پہنچا تھا۔ کیا رہا۔؟ بلیک زیرو نے موتو سے پوچھا۔

آپ نے بڑی پھرتی سے کام لیا ہے سر۔۔ موتو نے کہا۔ شاید آپ کے دوسرے ساتھی ان کے غائب ہونے کو محسوس نہیں کر سکے ہوں گے۔

رسی لٹو۔۔ بلیک زیرو کہتا ہوا چٹان کے سرے کی جانب بڑھا۔ جنگلی اب دور نکل چکے تھے اور ان کے چلتے رہنے سے یہ ظاہر ہوتا تھا کہ ابھی تک ان میں سے کوئی بھی ان دونوں کی عدم موجودگی سے آگاہ نہیں ہو سکا ہے۔

آؤ اب چلیں۔۔ بلیک زیرو گھوڑوں کی طرف بڑھتا ہوا بولا صفدر بلیک زیرو کے پیچھے اور قادر موتو کے پیچھے بیٹھا تھا۔

گھوڑے ایک بار پھر دوڑنے لگے اس بار بلیک زیرو نے ان کی رفتار کچھ اور تیز کر دی تھی لیکن وہ محسوس کر رہا تھا کہ جس راستے سے وہ اب جا رہے ہیں یہ ان جنگلیوں کی گزرگاہ سے

دور کرتا جا رہا ہے اس نے اپنے اس خدشے کا اظہار موتو سے کیا تھا۔

یس سر۔ موتو نے تائید کی ہمارے اور جنگلیوں کے درمیان فاصلہ بڑھتا جا رہا ہے کیونکہ یہ راستہ  
بدرج گھوم رہا ہے۔

وہ سامنے درختوں کا جو جھنڈ ہے اس میں ہمیں رکنا ہے۔ بلیک زیرو نے ہاتھ سے اشارہ  
کیا تھا خاور اور صفر کے سامنے وہ اپنی اکیسٹو والی مخصوص آواز میں بول رہا تھا موتو نے یا تو اس کا  
خیال نہیں کیا تھا اور کیا تھا تو شاید یہ سوچ کر ٹال دیا ہو گا کہ وہ اپنے ساتھیوں سے اپنی شخصیت چھپانا چاہتا  
ہے۔ وہ درختوں کے جھنڈ میں جا کر رک گئے۔

بلیک زیرو نے جیب سے نقشہ نکالا اور اسے دیکھنے لگا موتو بھی اس کے قریب ہی گھوڑا  
لے آیا تھا۔

ٹھیک ہے۔ بلیک زیرو نے کہا۔ ہمیں اسی راستے پر آگے بڑھتے رہنا ہے آگے جا کر یہ راستہ  
اسی راستے سے مل جاتے گا جس پر جنگلی جا رہے ہیں۔

حیرت ہے سر۔ موتو نے کہا۔ پھر ان جنگلیوں نے یہی راستہ کیوں نہ اختیار کر لیا؟  
ہو سکتا ہے اس راستے کی بہ نسبت وہ راستہ جس پر وہ سفر کر رہے ہیں زیادہ آرام دہ ہو۔  
ایسا ہی ہو گا سر۔

چلو پھر۔ بلیک زیرو نے گھوڑے کو اٹیر گاتے ہوئے کہا اور وہ ایک مرتبہ پھر گھوڑے دوڑا  
لگے سوزح اب ڈھلنے لگا تھا مگر اس کی تہاڑت سے اسی وقت نجات ملتی تھی جب وہ درختوں کے گھنے  
سلسلے میں چلتے تھے۔

آپ کا ارادہ کیا ہے جناب۔ صفر نے پوچھ لیا۔  
عمران اور دوسروں کو ان جنگلیوں سے چھڑانا۔

”وہ تعداد میں بہت زیادہ ہیں جناب عالی۔“

”اس کے باوجود تم دونوں میرے ساتھ نظر آرہے ہو۔“ بلیک زیرونے کہا۔

بلیک مطلب یہ تھا جناب کہ ہم لڑے ہوئے نہیں کر سکتے۔“

اسی لئے میں نے اس جگہ ان پر فائزنگ نہیں کی جہاں سے تمہیں رہائی دلاتی ہے۔“ بلیک زیرونے کہا۔

”ہم ان لوگوں کی رہائش گاہ تک ان کا تعاقب کریں گے اس کے بعد ہی سوچا جائے گا ان کو کس طرح رہائی دہائی جاسکتی ہے۔“

جی۔ یہی ٹھیک ہے۔“ صفدر نے کہا اس کو اپنے جسم میں ایک عجیب سی سنسنی سی دوڑتی محسوس

ہو رہی تھی پھر یہاں سے اس کے بدن میں دوڑ رہی تھیں آج سے پہلے وہ کبھی بھی الکیٹو کے آنے سے قریب نہیں

ہوا تھا۔ دفعتاً موتوں نے ان کو رکنے کا اشارہ کیا تھا۔

کیا بات ہے۔؟ بلیک زیرونے پوچھا۔

اود۔ سر۔ موتوں جلدی سے بولا۔ ہمیں چھینا ہے۔“

کیا مطلب۔؟ بلیک زیرونے پوچھا۔

ہم اب اسی راستے پر آگئے ہیں جس پر جنگلی بڑھ رہے ہیں۔“ موتوں نے کہا۔ وہ سامنے دیکھتے دو

چٹانوں کے درمیان سے راستہ نکل رہا ہے نا۔“

ہاں ٹھیک۔“ بلیک زیرونے کہا۔ وہ اسی راہ سے آئیں گے۔“

وہ پیچھے دے میں سر۔“

آؤ ہم ان چٹانوں پر ان سے محفوظ رہ سکتے ہیں۔“ بلیک زیرونے کہا اور جس راستے سے

جنگلوں کی آمد کا امکان تھا گھوڑا اسی طرف موڑ دیا وہ اس راستے کے ساتھ والی چٹانوں پر چڑھنا چاہتا

تھا۔ چٹان پر پیچ کر انھوں نے گھوڑے درختوں کے ایک جھنڈ میں اس طرح باندھ دیتے کہ نظر نہ آسکیں

پہرہ پٹان کے کنارے پر لیٹ کر نیچے دیکھنے لگے۔  
 باتیں سمت میں .. ڈھائی تین سو گز نیچے راستے پر وہ چلے آ رہے تھے سب سے آگے پروں کے  
 تاج والے کلاہی گھوڑا تھا پھر وہ ان کے نیچے سے گزرے چلے گئے ان کا رخ آگے جا کر راستے سے ہٹ کر  
 راستے سمت ہو گیا تھا۔

بلیک زیرو نے اسی طرف دیکھا اور چونک پڑا۔ ڈیڑھ دو فرلانگ کے فاصلے پر اسے ایک بستی نظر  
 آ رہی تھی اس نے جلدی سے اٹھ کر دویرین نکالی اور اس طرف کا جائزہ لینے لگا وہ سو ڈیڑھ سو جھونپڑیوں  
 پر مشتمل بستی تھی اس کے گرد چھوٹی بڑی چٹانوں کا سلسلہ پھیلے ہوا تھا اور اس پاس درختوں کی بہتات  
 تھی۔

ان کے دیکھتے ہی دیکھتے وہ لوگ بستی کے قریب پہنچ گئے وہ جائزہ لیتا رہا پھر وہ اس وقت  
 چونکا تھا جب طراسمیٹر پر عمران کی آواز ابھری تھی۔

پیش کشی  
مذہب کا نام

بتی میں داخل ہونے سے قبل ہی سنیکڑوں بجے اور عورتیں وہاں پھیلے ہوئے جھونپڑوں سے نکل آتے تھے۔

وہ سب ہی ننگ مھڑنگ تھے مرد ہو یا عورت صرف نچلے جسم پر کپڑوں کی ٹیپیاں لٹکی ہوئی تھیں جبکہ پورا جسم ننگا تھا وہ انہیں بتی میں اندر اس جگہ لے گئے جہاں دوسرے جھونپڑوں سے بڑا ایک جھونپڑے نما مکان بنا ہوا تھا۔

اس مکان کے دروازے کے آگے لکڑی کا چوتر تھا جس پر ایک دروازہ قد دبلا پیلا آدمی ریشمی کپڑے کا ببادہ پہنے کھڑا ہوا تھا اس کی رنگت سیاہ تھا ہونٹ موٹے موٹے تھے اور آنکھیں بے حد بھگداری وہ انہی کو گھور رہا تھا عمان کی آنکھیں اس کے لباس کو دیکھتے ہی چمکنے لگی تھیں۔

کیا بات ہے بہت خوش ہو۔؟ جو لیا نے عمان سے پوچھا۔ اس کا لہجہ تھکا تھکا سا تھا۔ جس کام کے لئے ہم یہاں آتے ہیں وہ سمجھ لو پورا ہو گیا۔



”کیا مطلب۔؟“

”تم اس آدمی کے جسم پر موجود لباس کو دیکھ رہی ہو۔؟ عمران نے چولہا چبوترے پر کھڑے ہوتے  
آدمی کی جانب اشارہ کیا۔

”ہاں کیا خاص بات ہے اس کے لباس میں۔؟“

”وہ جس کپڑے کا بنا ہوا ہے وہ ایک مخصوص کپڑا ہے اور ایسا کپڑا صرف پلیر شوٹ بنانے کیلئے  
استعمال کیا جاتا ہے۔“

”تمہارا مطلب یہ ہے کہ وہ لباس کسی پلیر شوٹ سے بنایا گیا ہے۔؟“

”ہاں اور اب میں دعوے سے کہہ سکتا ہوں کہ ہم جس کمپیوٹر کی تلاش میں آتے ہیں وہ اسی بستی  
میں اور شاید اسی مکان میں ہوگا۔“

”مگر اس وقت تو ہم بے بس ہیں عمران۔؟“

”عمران کبھی بے بس نہیں ہوا۔“ عمران نے عجیب سے لہجے میں کہا۔ ”مجھے صفر اور خاور نظر  
نہیں آ رہے۔“

”میں نے بھی بہت دیر سے انہیں نہیں دیکھا۔“ جولیا نے کہا۔

”چوہان۔“ عمران نے اپنے ساتھیوں پر نظر ڈال کر کہا۔ خاور اور صفر کہاں ہیں۔؟

”ان کو ایکسٹولے گیا عمران صاحب۔“ چوہان نے بتایا۔

”کیا مطلب۔؟ عمران بری طرح سے چونکا تھا۔

”جب ہم پہاڑی راستے پر گھاس کے پودوں سے الجھتے چل رہے تھے نا اسی وقت ایکسٹولے

یک جگہ انہیں ایک دراڑ میں گھیسٹ بیا تھا۔“ چوہان نے تفصیل بتلائی۔

”اے کہیں ایسا تو نہیں کہ وہ دراڑ میں گر گئے ہوں۔؟“

جی نہیں۔ چوہاں نے کہا۔ میں نے ایکسٹو کی آواز صاف طور پر سنی تھی آپ تنویر اور صدیقی سے اس کی تصدیق کر سکتے ہیں۔

جی ہاں چوہاں صحیح کہہ رہا ہے۔ صدیقی نے کہا اور عمران دل ہی دل میں بلیک زیرو کو داد دینے لگا کہ اس نے کس صفائی سے ان دونوں کو جنگلیوں کے گہرے سے نکال لیا تھا۔  
تم لوگ اب رات تک یہاں رکو گا۔ دفعتاً جنگلیوں کے سردار کا اشارہ پا کر ایک گھڑسوار جنگلی نے ان کے پاس آکر کہا۔ اگر کوئی بھاگا تو اسے جلد دے گا۔  
ہم نہیں بھاگیں گے۔ عمران نے کہا تھا۔ پھر ان کو جھونپڑوں کی حدود سے باہر ایک کھلی جگہ میں لے جا کر بٹھایا گیا ان کا سامان ان کے ساتھ ہی تھا کتنی جنگلی ان سے فاصلے پر پہرے کے لئے کھڑے کر دیئے گئے تھے۔

عمران نے اطراف کا جائزہ لیا اور دفعتاً اس کی نگاہ ایک درخت پر جم گئی یہ درخت دوسرے درختوں سے الگ اور کم گھٹا تھا اور پہاڑی چٹانوں کے ساتھ جھونپڑوں سے ملا ہوا تھا اس نے دور بین سے اس کا جائزہ لیا۔

اب وہ ان بڑی بڑی بھڑوں کو صاف دیکھ سکتا تھا جو ایک بہت بڑے چھتے کی شکل میں اس درخت پر بیٹھی ہوئی تھیں عمران ان بھڑوں سے واقف تھا یہ زہریلے ڈنک والی بھڑیں تھیں اور جسے کاٹ لیں وہ جاندار چند گھنٹوں میں ختم ہو جاتا تھا۔

تم لوگ کھانے کا سامان نکالو میں ذرا۔۔۔۔۔ عمران نے چنگلی اٹھاتے ہوئے کہا اور پیٹ پکڑے ایک درخت کی آڑ میں چلا گیا جنگلیوں نے اس سے کوئی تعرض نہیں کیا تھا البتہ وہ اسے دیکھتے رہے تھے۔ درخت کی آڑ میں جا کر اس نے جیب میں پڑے ٹرانسمیٹر کی طرف منہ کیا اور بلیک زیرو کو پکارنے لگا۔!

جہاں عمران صادق کہتے آپ بستی میں پہنچ گئے۔ ؟ بلیک زیرو کی اکوڑا آئی۔

ہاں کیا تم نے اس کی سچویشن دیکھی۔ ؟

اچھی طرح سے غلب۔۔ بلیک زیرو نے کہا۔ یہاں ہم آپ کو چھڑانے کی کوشش کریں گے۔۔

میں نے سب کچھ سوچ لیا ہے۔۔ عمران نے کہا۔ تم اب لہاں ہو۔ ؟

بستی کے عقب میں چٹانوں پر۔۔

خاور اور صفدر تمہارے ساتھ ہیں۔ ؟

جی ہاں۔۔ بلیک زیرو کی اکوڑا آئی۔

تم نے بستی کے باتیں سمت ایک کم گھنا درخت دیکھا ہے۔ ؟

آپ اس درخت کی بات کر رہے ہیں جناب جس پر بھڑوں کے چھتے ہیں۔ ؟

ہاں اسی کی۔۔ عمران نے کہا۔ اسے ذہن نشین کر ڈالو۔۔

کر لیا جناب آگے کہتے کیا منصوبہ بنا ہے۔ ؟

تمہارے ساتھ یقینی طور پر گھوڑے ہوں گے۔ ؟

جی ہاں مگر صرف دو گھوڑے ہیں۔۔

تمہیں دو گھوڑے اور حاصل کرنے ہوں گے۔۔ عمران نے کہا۔ اور چار مشعلیں بھی۔۔

ان کا کیا ہو گا جناب۔۔

میرے منصوبے کا اہم ترین حصہ وہی ہے۔۔ عمران نے کہا۔

گھوڑے تو میں حاصل کر لوں گا۔۔ بلیک زیرو نے کہا۔ انھوں نے اپنے اور آپ کے گھوڑے

بیس جگہ باندھے ہیں وہ جگہ ہمارے نزدیک ہے۔۔

گڈ تو دو لوں گھوڑے حاصل کر ڈالو۔۔

”مگر مشعلیں۔؟“

”کسی بھی جھونپڑے سے نم کو مشعلیں مل جائیں گی۔“

”ٹھیک ہے میں کوشش کرتا ہوں۔“

جب دونوں چیزیں حاصل کر لے تو مجھے ٹرانسمیٹر پر اطلاع دینا۔ ”عمران نے کہا۔ اطلاع کے

لئے صرف ٹیڈی کا اشارہ دینا کافی ہوگا۔“

”بہتر ہے جناب۔“

”اپنی گھڑی دبیری گھڑی سے ملاؤ۔“ ”عمران نے کہا۔ ڈھاتی بجے ہیں۔“

”ملا لی جناب آگے بولتے۔“

”چار بجے تم کو آپریشن شروع کرنا ہوگا۔“

”وہ کیا جناب۔؟“

”سب سے پہلے تم سب اپنے جسم پر پوشن تمھری اسپرے کر دو گے۔“

”ٹھیک ہے جناب وہ میں ابھی کر دیتا ہوں۔“

”اپنے اور گھوڑوں پر پوشن اسپرے کرنے کے بعد ٹھیک چار بجے تم ٹھہر ملے درخت پر

اس طرح پتھر چلاؤ گے کہ وہ ان کے جھنڈ والے چھتے میں لگے۔“

”سمجھ گیا آپ ٹھہروں کو وہاں سے اڑانا چاہتے ہیں۔؟“

”بہت سمجھناک ہو گئے ہو کالے صفر۔“ ”عمران نے کہا۔ یلیرم طلب یہاں تھا جب وہ لوگ ٹھہروں

کے محلے سے گھبرا کر جھونپڑوں میں گھس جاتیں تو تم سرے کے دو تین جھونپڑوں کو آگ دکھا

دینا۔“

”اگر آپ ان لوگوں کو بستی سے بھاگنا چاہتے ہیں تو پہلے ہی آگ کیوں نہ لگا دی جائے۔؟“

بلیک زیرو نے کہا۔

۔ جو میں کہہ رہا ہوں وہی کرو۔ ”عمران نے کہا۔ اگر سمجھ رہی حملہ آور نہ ہوئیں تو وہ نہ صرف آگ بجھانے کی کوشش کریں گے بلکہ وہ تم کو بھی تلاش کر کے گھیر لیں گے۔“

۔ اب آپ کا مطلب سمجھ گیا جناب۔“

۔ اس بات کا خیال رکھنا کہ جس جھونپڑے کے آگے لکڑی کا چبوترہ بنا ہوا ہے اور جو سب سے بڑا ہے اسے آگ نہ لگے۔“

۔ کوئی خاص بات جناب۔؟

۔ ہاں مطلوبہ چیز اسی جھونپڑے میں ہو سکتی ہے۔ ”عمران نے درازہ قد کے لباس کے بارے میں بتلاتے ہوئے کہا۔

۔ اس طرح تو ہماری مہم کامیابی سے ہمکنار ہو جائے گی جناب۔“

۔ میں بھی یہی چاہتا ہوں جب وہ لوگ بتنا سے بھاگ رہے ہوں گے تو میں اس جھونپڑے میں گھس کر کمپیوٹر نکال لاؤں گا۔“

۔ اس کے بعد مجھے کیا کرنا ہو گا جناب۔؟

۔ میرے اگلے حکم کا انتظار۔ ”عمران نے کہا۔ کمپیوٹر ملتے ہی ہم یہاں سے واپسی کا سفر شروع کر دیں گے۔“

۔ کیوں نہ ان جنگلیوں کو بھاگتے وقت بھون ڈالا جاتے۔“ بلیک زیرو نے تجویز پیش کی مگر۔  
عمران نے اسے رد کر دیا۔

۔ نہیں میں ان کے خون سے ہاتھ نہیں رنگنا چاہتا۔“

۔ اگر یہ سچ گتے تو آگے ہمارے لئے رکاوٹ بن سکتے ہیں جناب۔“

”ان کو بیٹھیں سمجھ لیں گا کالے صفر عقل استعمال کرو۔“ عمران غرایا۔ اسلحہ ہمارے آگے کام آئے گا ابھی بہت سے جنگلی ملیں گے۔“

”ٹھیک ہے جناب۔“

”کوئی اور بات تو نہیں پوچھنی؟“

”نوباس۔“

”دی اینڈ۔“ عمران نے کہا اور درخت کی آڑ سے نکل آیا وہ اس جگہ رکا تھا جہاں تنویر بیٹھا ہوا نعمانی سے بات کر رہا تھا۔

”تم اپنے سگار نکالو۔“ عمران نے تنویر سے کہا۔

”کیوں؟“ تنویر نے اسے گھورتے ہوئے پوچھا۔

”ان میں سے ایک تم کو سلگانا ہے۔“

”نہیں۔“ تنویر غرایا۔ میں وہ بدبودار سگار بہرگز نہیں پیتیوں گا۔“

”اور ایک نعمانی تم کو سلگانا ہوگا۔“ عمران نے نعمانی سے کہا۔

”عمران صاحب وہ بہت بدبودار ہیں قے ہو جاتے گی۔“ چوہان نے احتجاجاً کہا۔

”یہ احمق ایسے ہی حکم دیتا ہے۔“ تنویر نے کہا۔

”جو اس مت کرو۔“ دفعتاً عمران کا لہجہ بدل گیا۔

اس بار وہ ایسے ہی لہجے میں بولا تھا کہ ان کو اپنا رٹیرھ کی ہڈی میں سر دھریں دوڑتی محسوس

ہوتی تھیں۔

”کک... کیا؟“ تنویر ہلکا کر رہ گیا۔

”تم چوہان اور نعمانی اپنے ساتھیوں کے ساتھ ہوا کے رخ پر بیٹھ کر اس طرح سگار سلگا کر

اس کے کش لوگے کہ دھواں تمہارے ساتھیوں کے سروں پر پھرتا رہا ہے۔

مگر... تنویر نے پھر کچھ کہنا چاہا۔

شٹ اپ۔ عمران غل کر سرد لہجے میں بولا۔ یہ کام ٹھیک چار بجنے میں جب ایک منٹ ہو اس

وقت کرنا ہے اس کے خلاف ہوا تو تم سے سمجھ لوں گا۔

مگر اس کا فائدہ؟ چوہان نے کہنا چاہا۔

مگر عمران اسے گھورتا ہوا آگے بڑھ گیا۔ تنویر نے سگار نکال کر چوہان اور نعمانی کو دیدی

پھر وہ خشک غذا سے پیٹ بھرنے لگے۔ جنگلی ان کے چاروں طرف گھوم پھر رہے تھے اس جگہ سے

وہ اس جھونپڑے کو بھی دیکھ سکتے تھے جہاں عمران کو کمپیوٹر کی موجودگی کا شبہ ہوا تھا پھر ٹھیک تین بجے

اٹھاون منٹ پر عمران کی جیب میں موجود ٹرانسمیٹر پر سٹی کی ہلکی سی آواز سنائی دی۔

ٹھیک ہے ہم تیار ہیں۔ عمران نے گردن جھکا کر کہا۔

انداز ایسا ہی تھا جیسے وہ اونگھ گیا ہو اس کے قریب بیٹھے ہوئے اس کے ساتھی بھی اس

کا جلد نہ سن سکتے تھے۔

میں پتھر پھینکنے لگا ہوں جناب۔ بلیک زیرو کی آواز آئی۔

پھینک بھی پتھر۔ عمران نے کہا۔

ٹھیک اسی لمحے اس کی ناک میں بدبودار دھواں گھسا تھا اس سے چند قدم کے فاصلے پر

بیٹھے ہوئے چوہان نے سگار سگایا تھا اور اس کا کش لیکر دھواں سامنے کے رخ اگلا تھا جو کہ ہوا

یکھنے کر ان کے سروں پہلے آئی تھی۔

اس کے ساتھ ہی تنویر اور نعمانی کے منہ بھی انجن بن گئے تھے وہ جلدی جلدی دھواں اگل

رہے تھے ان کے چہروں پر ایسے ہی تاثرات تھے جیسے وہ کوئی قے آؤ چیز نہٹل رہے ہوں۔



”ہوشیار۔۔“ عمران دور سے چلایا۔ ابھی جنگلیوں میں بھگدڑ مچنے والی ہے تم لوگوں میں سے

کوئی اپنی جگہ سے نہیں ملے گا۔“

”آپ کو کیا الہام ہوا ہے جناب۔؟ صدیقی نے سنجیدگی سے کہا۔

”عمران ایسے موقعوں پر جبکہ جان پر نبی ہوا اس وقت تو سنجیدہ ہو جایا کرو۔“ جوہیا نے عمران کو سرزنش کر نیوالے لہجے میں کہا۔

”جو کہا ہے اس سے زیادہ مت کرنا۔“ عمران غرایا۔

ٹھیک اسی لمحے انھوں نے جنگلیوں کا شور سنا تھا وہ چیختے چلاتے دوڑ دوڑ کر جھونپڑوں میں لگھس رہے تھے۔

”یہ کیا ہوا۔؟“

جوہیا کے منہ سے نکلا۔

”ایکٹیو سہنگامہ شروع کر رہا ہے۔“ عمران نے کہا تھا۔

”ارے یہ تو اڑنے والے کٹیڑے ہیں۔“ دفعتاً مومی چلایا۔

”اڑنے والے کٹیڑے۔؟“

جوہیلے دوہرایا انداز سوالیہ تھا۔

”ہاں آپ نہ ہری بھڑیں کہہ لیجئے ان کا کاٹا ہوا شاید ہی بچ سکے۔“

”آئی نہ ہری ہوتی ہیں یہ۔؟“

”جی ہاں آدمی کا بدن اتنا سوجتا ہے کہ اس کی سانس کی نالیوں تک بند ہو جاتی ہیں اور وہ

مر جاتا ہے۔“ مومی نے بتایا۔ یہ لوگ اسی لئے بھاگ رہے ہیں۔“

”میں بھی یہاں سے نکل بھاگنا چاہتیے۔“ صدیقی نے کہا۔

، جب تک یہ جادوئی دھواں تم لوگوں کے گرد ہے وہ بٹھریں ادھر کا رشتہ بھی نہیں کریں گی۔“

عمران نے کہا اور اٹھ کھڑا ہوا۔

تم کہاں چلے۔؟

جو یہاں نے پوچھا۔

دیکھتی رہو۔۔۔ عمران نے کہا۔ چوہان اور صدیقی تم لوگ میرے ساتھ آؤ۔

اپ کیا کرنا چاہتے ہیں عمران صاحب۔

مومی نے پوچھا۔

تم لوگ اسی جگہ بیٹھے رہو گے اور اگر سگار کا دھواں ختم ہو جاتے تو مزید سگار جلا لیتا۔

عمران نے تمویر سے کہا۔ ایک سگار مجھے بھی دو۔

تتمویر نے چپ چاپ سگار نکال کر عمران کو تھما دیا اب وہ منہ میں لیگے سگار کے کش لیتے

ہوئے منہ نہیں بن رہا تھا۔ عمران نے سگار سگایا کہ اس کا دھواں حلق میں لیتے بغیر گلا اور دونوں کو لیکر آگے بڑھ گیا۔

تم لوگوں نے وہ جگہ دیکھی ہے نا جہاں انھوں نے ہمارا اسلحہ رکھا تھا۔؟

جی ہاں وہ بڑے جھونپڑے کے برابر والی جھونپڑی میں رکھا گیا ہے۔ صدیقی نے جواب دیا

اور عمران بولا۔

تم دونوں اسی جھونپڑے میں گھس کر اسٹین گنیں اور ان کا سارا امیگنرین لیکر واپس

اپنے ساتھیوں کے پاس چلے جانا اور ہاں سگار ایک لمحے کے لئے بھی نہ بکھے۔

اور آپ عمران صاحب۔؟ صدیقی نے کہا۔

”میں بڑے جھونپڑے میں جاؤں گا۔“ عمران نے کہا۔ تم لوگوں کو بڑی پھرتی دکھانی ہوگی کیونکہ  
 چند لمحوں میں ان جھونپڑوں میں آگ لگنے والی ہے۔“  
 ”اس کا مطلب یہ ہوا کہ ایکسٹونے آپ کو کال کی تھی۔“  
 ”اس کی فکر مت کرو۔ اسلمہ پر قبضہ کرو۔“  
 عمران نے تیزی سے بڑے جھونپڑے کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔ اور جو بھی راہ روکے اسے  
 ختم کر ڈالو جھجکنا نہیں۔“  
 ”اوکے عمران صاحب۔“

صدیقی نے کہا اور وہ اس جھونپڑے کی طرف بڑھ گئے جس میں اسلمہ رکھا ہوا تھا جبکہ  
 عمران بڑے جھونپڑے کی طرف بڑھ گیا تھا۔  
 اندر صرف دو جنگلی سہمیے ہوئے کھڑے تھے۔  
 اسے دیکھ کر انھوں نے نیزے سے حملہ کیا تھا مگر عمران نے جھبکاتی دیکر اسی کانیزہ چھین  
 کر دونوں کو لمحوں میں موت کے گھاٹ اتار دیا۔ پھر وہ نیزہ پھینک کر بھوس کی دیوار پر یا سن میں  
 ٹکی اسٹین گن کی طرف لپکا تھا۔  
 اسٹین گن میں پورا امیگنرین موجود تھا۔ اس نے اس انداز میں اسٹین گن سنبھالی کہ موقع  
 پرنے پر فوراً ہی فائر کر سکے۔

پھر وہ بڑی تیزی سے جھونپڑے کی تلاشی لینے لگا تھوڑی سی دقت کے بعد اسے پتوں  
 اور پیال کے ایک ڈھیر کے نیچے مطلوبہ چیز ملا گئی۔  
 وہ ایک درمیانی صندوق کے ساتھ کا ڈبہ نما کمپیوٹر تھا اور بڑی اچھی طرح ڈائریکٹ  
 پلاسٹک میں پیک کیا گیا تھا عمران نے اسے اٹھایا۔ وہ اتنا وزنی تھا کہ عمران آسانی سے اسے

اٹھا سکتا تھا۔

ٹھیک اسی لمحے اس نے ایسی آواز سنی جیسے صور اسرافیل بھونک دیا گیا ہو اس نے بڑی تیزی سے کمپیوٹر اٹھایا اس میں ابھی تک وہ ڈوریاں بندھی ہوئی تھیں جس سے پیر شوٹ بندھا ہوا تھا۔

شاید کپڑا کاٹ لیا گیا تھا اور پیر شوٹ کی ڈوریاں کھولنے کی ضرورت نہیں سمجھی گئی تھی۔

اس نے کمپیوٹر کمر پر اٹھا کر ڈوریاں سینے پر باندھیں اور اسٹین گن سنبھال کر جھونپڑ کے دروازے کی جانب بڑھا۔ دروازے کے سامنے سے سنیکڑوں کے پوڑھے عورتیں مرد بھاگ رہے تھے۔

ساری فضا دھواں دھار ہو رہی تھی اور اس دھوئیں میں آگ کے شعلے لپک رہے تھے۔ عمران اس وقت تک اندر رکھا تھا جب تک جنگلی نہ بھاگ گئے میدان صاف ہوتے ہی وہ دوڑ پڑا تھا۔ جگہ جگہ جھونپڑے جل رہے تھے اور تیز ہوا آگ کو ایک سے دوسرے جھونپڑے کی طرف منتقل کر رہی تھی۔

عمران آگ سے بچتا ہوا دوڑنے لگا دو ایک جگہ اسے ہلکا سا اسٹین گن کا برسٹ بھی مارا پڑا تھا وہ بھی اس لئے کہ سامنے پڑ جانے والے جنگلی اس پر حملہ کرنے کے لئے تیار ہو گئے تھے۔ جیسے ہی وہ اپنے ساتھیوں کے پاس پہنچا ان کے چہرے کھل اٹھے تھے۔

”عمران یہ ہنگامہ اکیسٹونے کیا ہے۔“ جویا نے بڑے جوش سے بتایا۔ میں نے خود اسے ایک گھوڑے پر سوار جھونپڑوں کو مشعل سے آگ لگاتے دیکھا ہے۔“

”ٹھیک ہے اب بھاگنے کی تیاری کرو۔“ عمران نے کہا وہ سوچ رہا تھا کہ اس سے غلطی

ہوتی۔ !

اگر وہ بلیک ریو سے کہدیتا کہ وہ ان کے گھوڑے ادھر بھجوادے تو یہاں سے بھاگنے میں آسانی رہتی کیونکہ پوری بستی خالی ہو چکی تھی اور اب آگ کی پلٹ میں تھی۔  
ارے وہ کیا۔ ؟ رفتاً جو بیا چوتھی۔

انہوں نے گردن گھما کر دیکھا دھویں کے سیاہ مرغلوں میں سے دو گھڑ سوار برآمد ہوئے تھے۔

پھر ان کے پیچھے بہت سے گھوڑے دھویں کی چادر سے نکل آتے۔ جب وہ قریب آئے تو عمران کے لبوں پر مسکراہٹ دوڑ گئی وہ صفر اور خاور تھے۔  
جلدی کرو۔، عمران نے کہا۔

اور وہ سب گھوڑوں کی طرف دوڑ پڑے بڑی تیزی سے انہوں نے گھوڑوں پر سامان لاد اٹھا۔

پھر انہوں نے گھوڑوں کو ایڑ گادی تھی انہوں نے وہ راستہ اختیار کیا تھا جس پر بلیک ریو چل کر یہاں پہنچا تھا وہ ہر لمحہ رفتار بڑھا رہے تھے۔ فضا گھوڑوں کی ٹاپوں سے گونج رہی تھی۔

کہیں وہ جنگلی آئے جاتیں۔،

مومی نے خدشہ ظاہر کیا۔

نہیں۔، عمران نے کہا۔ انہوں نے دوسری طرف کا رخ کیا ہے۔، عمران نے بتایا۔

اس کے علاوہ ان لوگوں پر بھڑوں نے بھی حملہ کیا ہے اس لئے ان کو اپنا ہی ہوش نہیں ہوگا وہ تعاقب کیا کریں گے۔، پھر کوئی نہیں بولا تھا گھوڑے سرپٹ دوڑ رہے تھے عمران

کی کمرے کمپیوٹر بندھا ہوا تھا مگر اس کے باوجود وہ گھڑ سواری میں کوئی دشواری محسوس نہیں کر رہا تھا۔

وہ کامیابی سے واپسی کا سفر طے کر رہے تھے جبکہ ان کے عقب میں آگ کا طوفان پوری بستی کو نگل رہا تھا۔

”ختم شد۔“

درندے کی واپسی، بلیک ہاوس، بلیک پاؤر اور مرڈر ایجنٹ کے بعد  
اسی سلسلے کا پانچواں ناول

# پرموڈ کی موت

بہت جلد شائع ہو رہا ہے

# ایس قریشی کی عمر آن سیریز

نئے ناول شائع ہو گئے ہیں

شعلے کا شکار مصنف:۔ ایس قریشی:۔  
موت کا سایہ مصنف:۔ ایس قریشی:۔

نیلا شعلہ مصنف:۔ ایس قریشی:۔  
ایک سو کا ہنگامہ مصنف:۔ ایس قریشی:۔

عمر آنو کے شاہکار ناول

آفسٹ کی لکھائی چھپائی حسین ترین سرورق، بہت جلد شائع ہو رہے ہیں  
آج ہی آرڈر روانہ کیجئے

بدلتی ہوئی قیمتیں کے مطابق

ایوب ایڈمی۔ لیاقت آباد کراچی ۱۹



# ایس قریشی کی سیکرٹ سروس

کا عظیم الشان خاص نمبر

## پرمود کی موت

ایس قریشی

مصنف :-

- ۰۔ کیٹن پرمود غداری کے جرم میں رنگے ہاتھوں پکڑا گیا اور بلگار نوی حکومت نے اسے موت کی سزا سنائی۔
- ۰۔ قانونی تقاضوں کو پورا کر نیچے لیتے بلگار نیہ کے جواں سال سیکرٹ ایجنٹ کیٹن پرمود کو فائبرنگ سکواڈ کے سامنے کھڑا کر کے گولیوں سے آرا دیا گیا۔
- ۰۔ بلگار نوی وزیر اعظم اور بری طاقتوں کے سفیروں اور سٹیکرٹوں غیر ملکی ایجنٹوں کے سامنے پرمود کی لاش کو ایک تابوت میں بند کر کے دفن کر دیا گیا۔
- ۰۔ کیٹن شانیہ، پرمود کی محبت، اسکی منگیتر اور اسکی روح نے انتقام لینے کی قسم کھائی تو اسے آہنی سلاخوں کے پیچھے قید کر دیا گیا۔
- ۰۔ کیا کیٹن پرمود کے قتل میں ریڈ گلف یا کسی اور سپر ہاؤر کا دباؤ شامل تھا؟ کیا واقعی پرمود نے غداری کی تھی؟
- ۰۔ اور پھر... دنیا کی بری طاقتوں میں کھلبلی مچ گئی، وہاں قتل خون کا بازار گرم ہو گیا اہم راز چوری ہونے لگے۔
- یونیم سے لڑے ہوئے بحری جہاز غائب ہو گئے، ایٹمی ذخیروں سے خطرناک میزائل اٹیم وہائیڈروجن بم اور اوربے شمار تباہ کن ہتھیار غائب ہو گئے۔
- ۰۔ پوری دنیا لرزہ بر اندام تھی، ہر طرف ایک ہی نام گونج رہا تھا۔ مونیکا... مونیکا... آپ کے محبوب
- مصنف ایس قریشی کا صدا بہار قلم ایک نئی ہنگامہ خیز کہانی پیش کر رہا ہے، یاد رکھتے برسوں آپ اس ناول کو نہ بھلا سکیں گے۔ ایجنٹ صاحبان آج ہی آرڈر سے مطلع فرمادیں۔



ڈاکٹر حامد حسن، ممتاز علی کیانی، عقیل قریشی  
محمد سجاد بھٹی، سیف الملوک عباسی، یاسر حسنین  
ساگر زمان، ناصر محمود بلوچ









# جاسوسی نشست

